

# موت کا منظر

تالیف

خالد بن عبد الرحمن الشالیح

سلطان بن فہد الراشد

اردو ترجمہ

ظہیر احمد عبدالاحد

نظر ثانی

مشتاق احمد کریمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

### مقدمہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ  
الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ، نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِهِ اَجْمَعِیْنَ  
اَمَّا بَعْدُ:

افسوس! آج لوگ آخرت سے اس قدر بے نیاز ہو چکے ہیں کہ ان کی  
زندگی کا مقصد صرف تلاش معاش بن چکا ہے، چند افراد ہی نہیں بلکہ اکثر لوگ بگڑ  
چکے ہیں، ہر شخص فانی زندگی کی آسائش کی تلاش میں سرگرداں و پریشان ہے، اگر  
کوئی نوکری پیشہ شخص ہے تو وہ ہمیشہ اس بات کا منتظر رہتا ہے کہ کب مہینہ ختم ہو اور  
تنخواہ ملے، اسی طرح سے ناجر حلال و حرام کی تمیز کئے بغیر خزانہ قارون پانے کی  
کوشش میں مصروف ہے یہاں تک کہ طالبان علم کا بھی مقصد صرف ڈگریوں کا  
حصول ہے تاکہ اس کے طفیل اعلیٰ مناصب پر متمکن ہو سکیں۔

آج یہ وقت بھی آچکا ہے کہ کسی کو اپنے دینی فرائض کے اہتمام، اپنے نفس کے  
تزکئے اور اپنے اخلاق و کردار کو درست کرنے میں دلچسپی رہی نہ فکر، جب کہ رسول  
رحمت کا فرمان ہے:

”بُعِثْتُ لِاتِمِّمْ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ“

ترجمہ: میں مکارم اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں۔

افسوس! آج ہم صرف اپنے پیٹ کے پجاری اور نفسانی خواہشات کے غلام بن چکے ہیں اور ہم اشرف المخلوقات کی مثال ان جانوروں کی سی ہو گئی ہے جو عقل و شعور سے بے بہرہ اور عاری ہیں، شاید ہم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم موت کے چنگل سے بچ جائیں گے مگر ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ ہم کتنے ہی لوگوں کی نعشیں اپنے کندھوں پر اٹھا چکے ہیں پھر آخرت سے ایسی بے توجہی کیوں؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾

(العنکبوت: ۶۴)

ترجمہ: آخرت کے گھر کی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے کاش! یہ جانتے ہوتے۔

اے مسلمان! اب تو خواب غفلت سے بیدار ہو جا اور موت کو یاد کر کے اپنے دل کو اللہ کی یاد سے آباد کر لے کیونکہ یہی زادِ آخرت ہے، صرف وہ ایمان، نیک اعمال اور تقویٰ و پرہیزگاری ہی ہمارے کام آسکیں گے جو ہم نے اخروی زندگی کے لئے بھیج رکھے ہیں۔

زیر مطالعہ کتاب خالد بن عبدالرحمن الشالیج اور سلطان بن فہد الراشد کی تالیف ”مشاد الاحتضار“ کا اردو ترجمہ ہے، یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود اپنے موضوع کے اعتبار سے انتہائی اہمیت کی حامل ہے جس میں صحابہ کرام، سلف صالحین، حکمرانوں، نافرمانوں اور گنہگاروں کی جاں کنی کے حالات و واقعات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں مدلل اور واضح طور پر قلمبند کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے ترجمہ سے متعلق چند امور کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔  
کتاب کے ترجمہ کے لئے میں نے دار بلنسیہ ریاض کا شائع کردہ ۱۴۱۴ھ کا نسخہ  
سامنے رکھا ہے۔

قرآنی آیات کے ترجمہ کے لئے میں نے ”مجمع الملک فہد“ کے شائع کردہ قرآن  
مجید اردو کو سامنے رکھا ہے۔

بعض حاشیہ اور اشعار جن کا مفہوم اور مطلب اصل ترجمہ میں آگیا ہے اسے چھوڑ  
دیا ہے۔

بعض طویل عناوین کو مختصر اذکر کیا گیا ہے۔

قارئین سے گزارش ہے کہ اگر کتاب میں کوئی کمی یا نقص ملاحظہ فرمائیں تو ہمیں  
مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جاسکے۔

آخر میں ان تمام برادران کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کے ترجمہ اور  
نشر و اشاعت میں تعاون فرمایا خاص کر ابو المکرّم عبد الجلیل صاحب، جنہوں نے  
ترجمہ کی نظر ثانی کی اور تصحیح فرمائی، نیز ثمر صادق اور عارف حسین صاحبان کا بھی  
شکریہ، جنہوں نے ترجمہ اور پروف ریڈنگ میں ہماری معاونت کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ مؤلفین اور ہماری اس کوشش کو شرف قبولیت بخشے  
نیز ہمارے اور ہمارے والدین کے لئے سعادتِ دارین کا ذریعہ بنائے، آمین۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔

ظہیر احمد عبد الاحد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## مقدمہ

ہر طرح کی تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے سزاوار ہے، جو زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا، صرف اسی کو ہمیشگی اور بقا ہے جو عزت و عظمت میں یکتا ہے، جس نے اپنے بندوں کو فنا پذیر بنایا، نیک بختوں اور بد بختوں میں تمیز کی، ہم اس کی حمد بیان کرتے ہیں اسی سے مدد چاہتے ہیں اسی سے معافی طلب کرتے ہیں، اور اپنے نفوس کی خباثتوں اور اعمال کی برائیوں سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور مخلوق میں سب سے بہتر ہمارے نبی محمد ﷺ پر درود و سلام ہو جن کا ارشاد ہے:

”اَكْثَرُوا ذِكْرَ هَٰذِهِمُ اللَّذَاتِ الْمَوْتُ“

ترجمہ: لذتوں کو توڑنے والی یعنی موت کو زیادہ یاد کرو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہے جسے وہ پورا کرے گی یہاں تک کہ جب وہ مقررہ وقت آ پہنچتا ہے تو اللہ کے فرشتے ان کی روئیں

۱۔ مسند احمد (۲/۲۹۳) سنن ترمذی (۲۳۰۷) سنن نسائی (۵/۳) سنن ابن ماجہ (۳۲۵۸) صحیح

ابن حبان (۲۵۵۹) مستدرک حاکم (۳/۳۲۱) ابن حبان اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے

اور ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے اور یہ حدیث صحیح ہے۔

قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرہ برابر کوتاہی نہیں کرتے۔

جو موت کے بارے میں غور و فکر کرے اسے معلوم ہو جائے گا کہ یہ نہایت اہم معاملہ اور ایک ایسا پیالہ ہے جو ہر مقیم و مسافر پر پیش کیا جائے گا اور بندے کو دنیا سے نکال کر جنت یا جہنم میں لے جایا جائے گا۔

موت کا مطلب اگر صرف جسم کی بوسیدگی اور معدومیت نیز خوشگوار زندگی کی فراموشی ہو تو بھی اللہ کی قسم یہ موت ناز و نعم میں پلنے اور زندگی کی داد عیش دینے والوں کے لئے نیز ارباب دانش کے لئے باعث عبرت ہوتی جب کہ بات اس پر ختم نہیں ہو جاتی بلکہ موت کے بعد ہولناکیوں اور کر بناک مناظر کا سامنا کرنا ہے اور حساب و کتاب اور جزاء و سزا کے مراحل سے گزرنا ہے۔

انسان کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے ہمہ وقت تیار رہے کیونکہ وہ نہیں جانتا ہے کہ ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لئے کب آ پہنچے، ارشاد ربانی ہے:

﴿وَمَا تَذَرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ﴾ (لقمان: ۳۴)

ترجمہ: کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کس زمین پر مرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو قرآن مجید میں تین مقامات پر واضح طور پر بیان فرمایا ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾

(آل عمران: ۱۸۵، النساء: ۷۸، العنکبوت: ۵۷)

ترجمہ: ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔

بعض سلف سے ثابت ہے کہ ”اس آیت کریمہ میں تمام انسانوں کو تسلی دی گئی ہے کہ اس روئے زمین پر کسی کو بقا و دوام نہیں۔“ ۱۔

پس کتنا سعادت مند ہے وہ شخص جس نے اس گھڑی کے لئے اپنے آپ کو تیار کیا اور اس کے لئے عمل کیا۔

جو امر تمہارے جسم کے اعضاء و جوارح کو کمزور کر دے گا اور اسے توڑ موڑ کر رکھ دے گا یقیناً وہ امر انتہائی عظیم ہے اور وہ قیامت کا دن ہے۔

(اللہ تجھ پر رحم فرمائے) ایسی آفت و مصیبت کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو تمہاری چمک دمک، خوبصورتی اور خوشنمائی کو ختم کر دے گی اور تمہاری شکل و صورت کو تبدیل کر دے گی پھر تمہارے ناز و نعم اور کروفر میں پلے ہوئے جسم کو ایسی حالت کی طرف لوٹا دے گی کہ تمہارے محبوب ترین افراد، سب سے زیادہ مہربان اور کرم فرما لوگ تمہیں ایک تنگ و تاریک گڑھے میں ڈال دیں گے جہاں کیڑے مکوڑے تمہارے جسم کو چاٹ ڈالیں گے۔

موت اولین و آخرین سب کو آئے گی یہ اللہ تعالیٰ کی ہمیشہ سے سنت رہی ہے۔

ملک الموت ابھی کسی کے پاس گیا ہے عنقریب ہی تمہارے پاس آنے والا ہے اسی لئے سلف صالحین کا موت سے خوف اور گھبراہٹ شدید ہو جاتی تھی اور اسی لئے پیارے حبیب جناب محمد ﷺ کی وصیت کے مطابق موت کو زیادہ یاد کرتے اور موت کے بارے میں غور و فکر کرتے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

لے یہ قول امام اسماعیل بن کثیر دمشقی رحمہ اللہ کا ہے، ملاحظہ فرمائیں تفسیر ابن کثیر (۴۳۴/۱)

لذتوں کو توڑنے والی یعنی موت کو زیادہ یاد کرو۔

حضرت جبرئیل - علیہ السلام - نے ہمارے نبی محمد ﷺ سے فرمایا:

اے محمد ﷺ جس طرح چاہو زندگی بسر کرو یقیناً آپ کو موت آئے گی اور جس سے چاہو محبت کرو کیونکہ آپ اس سے جدا ہونے والے ہیں اور جو عمل چاہیں کریں اس لئے کہ آپ کو اس کا بدلہ ملنا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جس نے موت کو زیادہ یاد کیا اس کی خوشی اور حسد کم ہو گیا۔“

حسن بصری رحمہ اللہ کے بعض شاگردوں رحمہم اللہ کا بیان ہے:

کہ ہم لوگ جب حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس آتے تو ہم آپ کو جہنم، قیامت، آخرت اور موت کا ذکر کرتے ہوئے پاتے۔

تمہی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

دو چیزوں نے سے دنیا کی لذتوں کو چھین لیا، موت کی یاد اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر میرا دل ایک لمحہ کے لئے بھی موت کے ذکر سے غافل ہو جائے تو وہ خراب

ہو جائے گا۔



جس وقت انسانوں کو موت کی قربت، کوچ کرنے کے وقت اور الوداعی گھڑی کے پہنچنے کا احساس ہوتا ہے نیز جب آنکھیں چندھیا جاتی ہیں، پنڈلیاں باہم لپٹ جاتی ہیں، اس کے اعضاء جواب دے چکے ہوتے ہیں اور وہ دنیا کی فانی زندگی اور آخرت کی دائمی زندگی کے درمیان ہوتا ہے اس وقت حالت نزع میں پڑے ہوئے انسان کی زبان سے کچھ کلمات یا وصیتیں نکلتی ہیں یا پھر اپنے ہاتھ، آنکھ اور سر وغیرہ سے اشارہ کرتا ہے، ان اقوال و افعال میں نصیحت و عبرت ہوتی ہے اور عموماً یہی چیز اس کے خاتمہ بالآخر یا خاتمہ بالشر ہونے پر دلالت کرتی ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے کامیابی فوز و فلاح کی دعا کرتے ہیں۔

یہ کتاب دلوں کو نرم کرنے اور لوگوں کو نصیحت کرنے کی غرض سے لکھی گئی ہے تاکہ خود لکھنے والے، اس کے پڑھنے اور سننے والے کے لئے عبرت و نصیحت ہو اور صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہنے پر معاون، نیز جان کنی کی گھڑی جس سے ہر فرد بشر کو گزرنا ہے اس کی یاد تازہ کراتی ہے۔

اسی کے ساتھ یہ کتاب دعوت و توجیہ، اللہ کے دین پر ثابت قدم رہنے کے لئے لوگوں کو نصیحت کرنے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے باز رکھنے کے لئے نبی ﷺ کی

اپنی ناقص معلومات کی حد تک میں نہیں جانتا کہ اس موضوع پر ابن ابی الدنیا کی کتاب ”المختصرین“ (غیر مطبوع) ابن الجوزی کی کتاب ”الاثبات عند الممات“ (مطبوع) اور ابن زبیر الربیع کی کتاب ”وصایا عند الموت“ (مطبوع) کے علاوہ کسی اور نے کوئی مستقل کتاب تالیف کی ہو۔ واضح رہے کہ ہم نے بعض اہل علم کی کتب میں مذکور موت کے بہت سے مناظر کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ وہ قرآن و حدیث سے متعارض اور مخالف تھے۔

سنت پر عمل کرتے ہوئے لکھی گئی ہے جس کی جانب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت اشارہ کرتی ہے: ”قرآن کی جو پہلی سورت نازل ہوئی وہ مفصلات میں سے ہے جس میں جنت و جہنم کا ذکر ہے یہاں تک کہ جب لوگ اسلام میں کثرت سے داخل ہونے لگے تو حلال و حرام کی آیتیں نازل ہوئیں، اور اگر پہلے شراب کی حرمت پر آیتیں نازل ہوتیں تو کہتے کہ ہم لوگ کبھی شراب نہیں چھوڑ سکتے، اور اگر زنا کے متعلق نازل ہوتیں تو کہتے کہ ہم کبھی زنا سے باز نہیں آ سکتے، جس وقت مکہ میں آپ ﷺ پر یہ آیت کریمہ:

﴿بَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَىٰ وَأَمَرٌ﴾ (القمر: ٤٦)

ترجمہ: بلکہ قیامت کی گھڑی ان کے وعدے کا وقت ہے اور قیامت بڑی سخت اور کڑوی ہے۔

نازل ہوئی اس وقت میں کھیلنے والی بچی تھی، اور جب سورہ بقرہ و نساء کا نزول ہوا تو میں آپ ﷺ کے عقد میں تھی..... ۱۔

یہی دعوت کا صحیح طریقہ اور حکیمانہ اسلوب ہے۔

آخر میں ہم اطلاعاً عرض کرتے ہیں کہ ہمارا مقصد جاں کنی کے تمام مناظر کا استقصاء و احاطہ نہیں ہے بلکہ قرآن مجید اور سنت نبوی سے چند نمونے نیز گزشتہ قوموں یعنی سلف صالحین یا نافرمانوں کے بعض احوال کا ذکر کرنا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری جاں کنی کے وقت کو اچھا و بہتر بنائے

اس وقت ہمیں اللہ کی رضا مندی اور ابدی نعمتوں والی جنت کی خوشخبری سنائی جائے اور اس بشارت میں ہمارے والدین، اولاد و ذریت اور سارے مسلمان بھی شریک ہوں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے عاجزی کے ساتھ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں مرتے دم تک ایمان و تقویٰ پر ثابت قدم رکھے، ہم اللہ تعالیٰ کی عالی صفات اور اسماء حسنیٰ کے ذریعہ تقرب حاصل کرتے ہیں کہ وہ ہمارا خاتمہ بالخیر کرے، ہمیں، ہمارے والدین، ہماری اولاد اور دوست و احباب کو انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین کے ساتھ اکٹھا کرے جن پر اللہ نے اپنا انعام کیا ہے اور یہ بہترین رفیق ہیں، اور دور و سلام نازل ہو خیر الخلاق ہمارے نبی محمد ﷺ، آپ کی آل و اصحاب اور تاقیامت ان کی سچی اتباع کرے والوں پر۔

خالد بن عبد الرحمن بن حمد الشالیع

سلطان بن فہد بن سلیمان الراشد

۱۵/۱۰/۱۴۱۳ھ

الریاض ۴/۱۵ ص۔ ب ۲۲۲ ۵

# قرآن کریم میں جاں کنی کے مناظر

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر جاں کنی کے بعض مناظر کی کیفیت بیان کی ہے خواہ وہ عام ہوں یا خاص، ان میں سے بعض کا ذکر نیچے آ رہا ہے۔

## حضرت یعقوب علیہ السلام کی جاں کنی

ارشاد ربانی ہے:

﴿أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَهَكَ وَإِلَهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَهُاً وَاحِداً وَنَحْنُ لَهُ الْمُسْلِمُونَ﴾  
(البقرة: ۱۳۳)

ترجمہ: کیا حضرت یعقوب کے انتقال کے وقت تم موجود تھے؟ جب انہوں نے اپنی اولاد کو کہا میرے بعد تم کس کی عبادت کرو گے؟ تو سب نے جواب دیا کہ آپ کے معبود کی اور آپ کے آباء واجداد ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) کے معبود کی، جو معبود ایک ہی ہے اور ہم اس کے تابع فرمان رہیں گے۔

# حالت نزع میں انسان پر پیش آنے والی بعض کیفیاتیں

ارشاد ربانی ہے:

﴿كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ النَّوَافِلَ ☆ وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ ☆ وَظَنَّ أَنَّهُ  
الْفَرَّاقِ ☆ وَالتَّفَّتِ السَّاقِ بِالسَّاقِ ☆ إِلَى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ  
الْمَسَاقِ﴾ (القيامة: ۲۶ - ۳۰)

ترجمہ: نہیں نہیں جب روح ہنسلی تک پہنچے گی اور کہا جائے گا کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ اور جان لیا اس نے کہ یہ وقت جدائی ہے اور پنڈلی لیٹ جائے گی آج تیرے پروردگار کی طرف چلنا ہے۔

اللہ تعالیٰ نزع کی حالت اور اس کی گھبراہٹ سے خبردار کر رہا ہے (اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو قول ثابت پر ثابت قدمی عطا فرمائے) کہ جب روح جسم سے جدا ہو کر ہنسلی تک پہنچتی ہے اور طبیب کو علاج کے لئے بلایا جاتا ہے کہ کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے؟ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور پنڈلی سے پنڈلی لیٹ جائے گی، یعنی اس پر سختی پر سختی ہوگی سوائے اس شخص کے جس پر اللہ رحم فرمائے، پھر اس کی پنڈلیاں زندگی کے بعد لیٹنے کے ساتھ ساتھ مرجائیں گی اس کے بعد کفن میں لیٹ دی جائیں گی پھر لوگ جسم کی تجہیز و تکفین میں لگ جائیں گے اور فرشتے روح کی تیاری میں لے

ارشاد ربانی ہے:

﴿فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْخُلُقُومَ ☆ وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ☆  
وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ☆ فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ  
غَيْرَ مَدِينِينَ ☆ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾ (الواقعة:  
۸۳-۸۷)

ترجمہ: پس جب کہ روح نرخرے تک پہنچ جائے اور تم اس وقت آنکھوں سے دیکھتے  
ہو، ہم اس شخص سے بہ نسبت تمہارے بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم  
نہیں دیکھ سکتے پس اگر تم کسی کے زیر فرماں نہیں اور اس قول میں سچے ہو تو  
(ذرا) اس روح کو تو لوٹاؤ۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

کہ جب روح نرخرے تک پہنچ جاتی ہے اور وہ جان نکلنے کا وقت ہوتا ہے اور تم اس  
وقت مرنے والے انسان کی طرف جو موت کی سختی سے دو چار ہو گا دیکھ رہے ہوتے  
ہو، تو ہم اپنے فرشتوں کے ساتھ اس شخص سے بہ نسبت تمہارے زیادہ قریب ہوتے  
ہیں لیکن تم لوگ انہیں نہیں دیکھ سکتے ہو، پھر تم کیوں نہیں اس روح کو جو ہنسی تک پہنچ  
چکی ہے جسم میں اس کی پہلی جگہ پر لوٹا دیتے اگر تم با اختیار ہو؟۔

# جاں کنی کے وقت کافروں کی تکلیف

ارشاد ربانی ہے:

﴿..... وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْرَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ﴾ (الانعام: ۹۳)

ترجمہ: اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو، آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے اور تم اللہ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَذْبُرُهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ☆ ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ أَيْدِيَكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ﴾ (انفال: ۵۰، ۵۱)

ترجمہ: کاش کہ تو دیکھتا جب فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں ان کے منہ اور سرینوں پر مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) تم جلنے کا عذاب چکھو، یہ بسبب ان کاموں کے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے ہی بھیج رکھا ہے بے شک اللہ اپنے

بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر تم اس کیفیت کو دیکھتے ہو کافروں پر موت کے وقت طاری ہوتی ہے تو تم ایک عظیم، خوفناک اور بھیانک منظر دیکھتے۔ نیز تم انہیں موت کی سختیوں، تکالیف اور پریشانیوں میں پاتے، کیونکہ جب کافر کی جان نکلنے کے قریب ہوتی ہے تو فرشتے اسے عذاب، سخت قید، ہلاکت، بیڑیاں، جہنم، جہیم (گرم پانی) اور اللہ کے غیظ و غضب کی خبر دیتے ہیں تو اس کی روح اس کے جسم میں بھاگتی ہے اور نکلنے سے انکار کرتی ہے بت فرشتے ان کے چہروں اور سرینوں پر مارتے ہیں اور ڈانٹ کر کہتے ہیں کہ یہ ضرب و عذاب ان کے اپنے کرتوتوں اور دنیا کے برے اعمال کا نتیجہ ہیں، اللہ تعالیٰ حاکم اور عادل و منصف ہے جو ہر قسم کے ظلم و جور سے پاک ہے اور بے نیاز لائقِ حمد ہے، چنانچہ حدیث قدسی میں ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”اے میرے بندو! میں نے اپنے نفس پر ظلم حرام کیا ہے اور اے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دیا ہے پس تم ایک دوسرے پر ظلم مت کرو، اے میرے بندو!

۱۔ دیکھئے تفسیر ابن کثیر جلد ۲ ص ۱۵۷، ۲۱۹۔

۲۔ سورہ انفال کی آیتوں کے سیاق و سباق کا تعلق اگرچہ جنگ بدر سے ہے لیکن یہ کافر کے لئے عام ہیں اسی لئے اسے اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے ساتھ خاص نہیں کیا (ابن کثیر جلد ۲ ص ۳۱۹)۔

پورا بدلہ دوں گا، پس جو اچھا بدلہ پائے گا وہ اللہ کی حمد بیان کرے اور جو اس کے



برعکس پائے تو وہ اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔ لے

.....

لے یہ حدیث قدسی کا ایک ٹکڑا ہے جسے امام مسلم ہے اپنی کتاب صحیح میں (حدیث نمبر

۲۵۷۷ کے تحت) ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

نزع کے وقت مومن کو جنت کی بشارت اور اللہ سے ملنے کی خوشی  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ  
الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ  
تُوعَدُونَ ☆ نَحْنُ أَوْلِيَائُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَ  
لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ☆ نَزَّلْنَا  
غُفُورًا رَحِيمًا﴾ (فصلت: ۳۰-۳۲)

ترجمہ: (واقعی) جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان  
کے پاس فرشتے (یہ کہتے ہوئے) آتے ہیں کہ تم کچھ بھی اندیشہ اور غم نہ کرو  
بلکہ اس جنت کی خوشخبری سن لو جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو، تمہاری دنیوی زندگی  
میں بھی ہم تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی رہیں گے جس چیز کا تمہارا جی  
چاہے اور جو کچھ تم مانگو سب تمہارے لئے (جنت میں موجود) ہے، غفور  
رحیم (معبود) کی طرف سے یہ سب کچھ بطور مہمانی کے ہے۔

ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے پرہیزگار مومنوں کو بشارت میں نیز قبروں سے دوبارہ اٹھنے کے وقت آتے ہیں، پس انہیں فرشتے اللہ کی جانب سے اطمینان دلاتے ہیں اور کہتے ہیں

اے لوگوں کا اختلاف ہے کہ فرشتے کا نزول مذکورہ تین جگہوں میں کہاں ہوتا ہے، چنانچہ ابن کثیر رحمہ اللہ اس قول کو نقل کر کے ”کہ تینوں جگہ فرشتوں کا نزول ہوتا ہے“ کہتے ہیں کہ یہی قول سب سے جامع اور مناسب ہے اور مبنی بر محل ہے۔

کہ آخرت میں پیش آنے والے حالات کا اندیشہ اور دنیا میں مالی و اولاد جو اپنے پیچھے چھوڑ آئے ہوں ان کا غم نہ کرو اللہ تعالیٰ ان تمام امور کے لئے کافی ہے، برائیوں کے ختم ہونے اور خیر کے حصول کی انہیں بشارت دیتے ہیں اور اس طرح اللہ ان کے خوف کو دور کر کے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے، پھر قیامت کے دن جس بڑی مشکل سے لوگ ڈریں گے وہی مومنوں کے لئے آنکھ کی ٹھنڈک ہوگی، جیسا کہ فرشتے مومنوں سے ان کی جاں کنی کے وقت کہتے ہیں: ہم دنیوی زندگی میں تمہارے رفیق تھے ہم اللہ کے فضل و کرم سے تمہیں ہر طرح کی پریشانیوں سے محفوظ رکھتے تھے اور اسی طرح ہم آخرت میں تمہارے ساتھ ہوں گے، قبر اور صور پھونکنے کی وحشت سے تمہیں بچائیں گے، قیامت کے دن اور دوبارہ قبر سے اٹھتے وقت تمہیں خوف سے مامون رکھیں گے، پل صراط پر چلا کر نعمت والی جنت میں پہنچائیں گے۔

نیز فرمایا کہ اللہ کے فرشتے مومن بندوں کو ایسی جنت کی خوشخبری دیتے ہیں جو ان کا مسکن ہے جس میں انہیں وہ تمام چیزیں مہیا ہوں گی جن کی تلاش کریں گے اور جن سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملے گی اور جب بھی وہ طلب کریں گے ان کے سامنے آ موجود ہوں گی، یہ سارے کے سارے انعامات، ضیافتیں اور بخششیں اس پروردگار کی طرف سے ہیں جو گناہوں کو معاف کرنے والا اور شفیق و رحیم ہے، کیونکہ اس نے معاف کیا، پردہ پوشی کی اور لطف و کرم سے نوازا، ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے تمام فضل اور نعمتوں کا سوال کرتے ہیں۔

اللہ عز و جل سے ملاقات کے وقت مومنوں کی فرحت و خوشی پر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت دلالت کرتی ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”کہ جو اللہ سے ملاقا کو پسند کرتا ہے اللہ اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے نبی کیا اس سے مراد موت کی پسندیدگی ہے؟ اسے تو ہم سب ناپسند کرتے ہیں؟ فرمایا: کہ ایسا نہیں ہے بلکہ جب مومن کو اللہ کی رحمت، رضا اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے پھر اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند کرتا ہے لیکن جب کافر کو اللہ کے عذاب اور ناراضگی کی خبر دی جاتی ہے تو وہ اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے پھر اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے“۔

اگرچہ اس وقت کے مسلمانوں نے

جاں کنی کے مناظر میں سے یہ بھی ہے جسے اللہ رب العزت نے اپنی کتاب کریم کی سورہ یونس میں ذکر کیا ہے چنانچہ فرمایا:

﴿وَجُورُنَا بِبَنِي إِسْرَآءَ يَلُ الْبَحْرَ فَاتَّبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ  
وَجُنُودُهُ بَغِيًّا وَعَدُوا حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ أَمْنْتُ أَنَّهُ  
لَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي آمَنْتُ بِهِ بَنُوا إِسْرَآءَ يَلُ وَأَنَا مِنَ  
الْمُسْلِمِينَ ☆ الْكُفْرَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ  
الْمُفْسِدِينَ ☆ فَالْيَوْمَ نُنَجِّكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ  
آيَةً وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ آيَاتِنَا لَغَفُلُونَ﴾ (يونس:  
۹۰-۹۲)

ترجمہ: اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا پھر ان کے پیچھے پیچھے فرعون اپنے لشکر

۱۔ صحیح البخاری (۶۵۰۷) صحیح مسلم (۲۶۸۴) مذکورہ الفاظ مسلم کے ہیں۔

کے ساتھ ظلم و زیادتی کے ارادہ سے چلا یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا تو کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں (جواب دیا گیا) اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا آج تیری لاش کو نجات دیں گے تاکہ تو ان کے لئے نشان عبرت ہو جو تیرے بعد ہیں اور

حقیقت یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرعون اور اس کے لشکر کے غرق کئے جانے کی کیفیت کو بیان کیا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھ بنی اسرائیل کو مصر سے لیکر چلے تو بچوں اور عورتوں کے علاوہ جنگجوؤں کی تعداد چھ لاکھ بیان کی جاتی ہے، تو فرعون سخت غضبناک ہوا اور تمام ریاستوں سے لشکروں کو اکٹھا کیا اور فوجیوں میں سے کوئی نہیں بچا پھر سورج نکلتے نکلتے ان سے جا ملے، دونوں جماعتیں ایسی جگہ ملیں کہ سمندر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کے سامنے ہے اور ان کے پیچھے فرعون اور اس کا لشکر، اس پریشانی سے نجات پانے کے لئے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے دعا کیلئے اصرار کیا چنانچہ اس وقت تنگی کشادگی میں بدل گئی اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنا عصا سمندر میں ماریں چنانچہ جب انہوں نے مارا تو سمندر پھٹ گیا پھر ہر راستہ بلند و بالا پہاڑ جیسا ہو گیا اور بارہ راستے بن گئے ہر جماعت کے لئے ایک راستہ ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا پس زمین خشک ہو گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے:

﴿فَاضْرِبْ لَهُم مَّطَرِيْقًا فِى الْبَحْرِ يَبَسًا لَا تَخَفُ دَرَكًا وَّ

تَخْشٰی﴾

(طہ: ۷۷)

ترجمہ: اور ان کے لئے دریا میں خشک راستے بنا لے پھر نہ تجھے کسی کے آ پکڑنے کا

خطرہ ہوگا نہ ڈر۔

پانی راستوں کے درمیان کھڑکیوں کی طرح پھٹ گیا تا کہ ایک جماعت دوسری کو دیکھ سکے اور انہیں یہ شک نہ ہو کہ وہ لوگ ہلاک ہو گئے، جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی سمندر پار کر گئے تو فرعون یہ منظر دیکھ کر سخت حیران ہوا، ہکا بکا رہا اور ڈر گیا اور واپسی کا ارادہ کیا، افسوس! اس کے لئے جائے فرار کہاں ہے؟ نوشتہ تقدیر پورا ہو کر رہا اور دعا قبول کر لی گئی، فرعون اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکا چنانچہ اپنے امراء کے سامنے قوت کا مظاہرہ کیا اور کہا کہ بنی اسرائیل سمندر کے ہم سے زیادہ حقدار نہیں پس سارے کے سارے لوگ سمندر میں داخل ہو گئے جب سمندر کے بیچ میں ہوئے اور پورے لوگ سمندر میں آ گئے اور جو نبی ان میں سے پہلے شخص نے نکلنے کا ارادہ کیا قادر مطلق نے سمندر کو ان پر مل جانے کے لئے حکم دیا پس وہ مل گیا اور کوئی نجات نہیں پاسکا اور لہریں انہیں غوطہ دینے لگیں، فرعون کو لہروں نے اپنی لپیٹ میں لے پھر اس پر موت کی سختیاں طاری ہو گئیں اور پکارا اٹھا:

﴿..... اَمَنْتُ اَنَّهُ لَا اِلَهَ اِلَّا الَّذِي اَمَنْتُ بِهِ بَدَا اِسْرَآءِ يَلْ

وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (یونس: ۹۰)

ترجمہ: کہ میں ایمان لاتا ہوں کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

فرعون ایسے وقت ایمان لایا جب اس کا ایمان نفع بخش نہیں رہا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرعون سے جواباً کہا:

﴿الَّذِي وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ (یونس:



ترجمہ: اب ایمان لاتا ہے؟ اور پہلے سرکشی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔  
 جب بعض افراد کو فرعون کی موت کے بارے میں شک ہوا تو اللہ تعالیٰ نے  
 سمندر کو حکم دیا کہ فرعون کی لاش اس کی معروف و مشہور زرہ کے ساتھ زمین کے ایک  
 اونچے حصہ پر ڈال دے تاکہ لوگوں کو اس کی موت و ہلاکت کا یقین ہو جائے ۱۔

[illegible]

رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی جاں کنی اور قبروں میں انکی حالتوں کو بیان فرمایا ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی کا انتقال ہوا، ہم ان کے جنازے میں گئے، آنحضرت ﷺ بھی ساتھ تھے، قبرستان پہنچے تو ابھی لحد (قبر) تیار نہیں ہوئی تھی، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ قبلہ رو بیٹھ گئے ہم لوگ بھی آپ ﷺ کے ارد گرد بیٹھ گئے ہم لوگ اس طرح خاموش اور بے حس و حرکت تھے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں، آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ ﷺ زمین کرید رہے تھے، پس آپ آسمان کی طرف دیکھتے اور زمین کی طرف دیکھتے اور اپنی نگاہوں کو بلند کرتے اور گراتے، اسی طرح تین مرتبہ کیا پھر فرمایا:

”قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرو“ تین بار کہا پھر فرمایا: ”اے اللہ میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں“ تین بار کہا پھر یہ وعظ بیان کیا۔

مومن بندہ موت کے وقت جب کہ وہ دنیا کی آخری ساعت اور آخرت کی پہلی گھڑی میں ہوتا ہے، اس کے پاس آسمان کے فرشتے آتے ہیں، چمکتے ہوئے نورانی سفید چہروں والے گویا کہ ان کے چہرے سورج کی طرح منور ہیں، ان کے ساتھ جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے یہ سب اس کے آس پاس بیٹھ جاتے ہیں اور تا حد نگاہ یہی نظر آتے ہیں پھر ملک الموت علیہ السلام تشریف لاتے ہیں، اور مرنے

والے کے سر ہانے بیٹھ جاتے ہیں، پھر کہتے ہیں کہ اے پاک روح۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مطمئن روح۔ چل اللہ کی مغفرت اور اس کی رضا مندی کی طرف، یہ سنتے ہی اس کی روح آسانی کے ساتھ جسم سے باہر ہو جاتی ہے جیسے مشک سے پانی کا قطرہ ٹپکتا ہے، چنانچہ ملک الموت روح کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب اس کی روح نکلتی ہے تو آسمان وزمین کے درمیان اور آسمان میں جتنے فرشتے ہیں سب اس پر رحمت بھیجتے ہیں، اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازے پر مامور فرشتے اللہ سے یہی آرزو اور دعا کرتے ہیں کہ اس کی روح ان کے پاس سے ہو کر اوپر جائے۔

ملک الموت کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے جنتی فرشتے اسی وقت اسے لے لیتے ہیں اور جنتی خوشبو مل کر جنتی کفن میں اسے لپیٹ لیتے ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

﴿تَوَفَّنَا رُسُلَنَا وَهَمْ لَا يُفَرِّطُونَ﴾ (الانعام: ۶۱)

ترجمہ: اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرہ کوٹا ہی نہیں کرتے۔ کا مطلب ہے۔

روئے زمین کی عمدہ ترین خوشبو اس سے پھوٹی ہے، اب یہ فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کی جو جماعتیں ان سے ملتی ہیں وہ ان سے دریافت کرتی ہیں

۱۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے کہا: (ملک الموت) ہی کتاب وسنت سے ثابت ہے اور اسے عزرائیل کا نام دینا جو عوام میں مشہور ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں ہے اور احتمال ہے کہ اسرائیلی روایت ہو۔

کہ یہ پاک روح کس کی ہے؟ وہ کہتے ہیں یہ فلاں بن فلاں ہے اس کا وہ اچھا نام بتلاتے ہیں جس سے وہ دنیا میں مشہور تھا، اسی طرح آسمان اوّل تک پہنچتے ہیں اسے کھلواتے ہیں وہ کھول دیا جاتا ہے اور یہاں کے مقرب فرشتے بھی اس کا استقبال کرتے ہیں اور پھر دوسرے آسمان تک اسے پہنچانے جاتے ہیں اسی طرح وہ ساتویں آسمان پر پہنچایا جاتا ہے، جناب باری عزوجل فرماتا ہے: ”میرے اس بندے کے اعمال علیین میں لکھ“۔ علیین لکھی ہوئی کتاب ہے جس کا مقرب فرشتے مشاہدہ کرتے ہیں، چنانچہ اس کے اعمال علیین میں لکھ دیئے جاتے ہیں، پھر کہا جاتا ہے کہ اس کو زمین کی جانب لوٹا دو کیونکہ میرا ان سے وعدہ ہے کہ میں نے انہیں اسی (زمین) سے پیدا کیا، پھر اسی میں لوٹاؤں گا اور پھر دوبارہ اسی نے نکالوں گا۔

چنانچہ وہ زمین کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے اور اس کی روح جسم میں واپس لوٹا دی جاتی ہے لوگ جب میت کو دفن کر کے لوٹتے ہیں تو ان کے جوتوں کی آہٹ وہ سنتا ہے اور اس کے بعد اسکے پاس دو سخت ڈانٹنے والے فرشتے آتے ہیں اور اس کو ڈانٹتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ مومن بندہ جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے، پھر فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میرا دین اسلام ہے، پھر سوال کرتے

ہیں کہ اس آدمی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں، فرشتے ان سے پوچھتے ہیں تمہارا عمل کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں نے قرآن مجید کو پڑھا اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی، پس وہ اس کو ڈانٹیں گے اور کہیں گے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ یہ مومن پر پیش ہونے والی آخری آزمائش ہے اور یہی مطلب ہے اس آیت کریمہ کا:

﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (ابراہیم: ۲۷)

ترجمہ: اللہ پاک ایمان والوں کو سچی اور مضبوط بات کے ساتھ ثابت رکھتا ہے زندگی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ وہ جواب دے گا کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے، میرا دین اسلام ہے، میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔

اسی وقت آسمان سے منادی ہوتی ہے کہ میرا یہ بندہ سچا ہے اس کے لئے جنتی فرش بچھا دو، اسے جنتی لباس پہنا دو اور اس کی قبر میں جنت کا دروازہ کھول دو چنانچہ ایسا ہی ہوتا ہے اور جنت کی تروتازگی اور خوشبو وغیرہ اسے پہنچنے لگتی ہے اور تا حدنگاہ اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کے پاس ایک بہت ہی خوبصورت، حسین، بہترین لباس پہنے ہوئے اور خوشبو سے مہکتا ہوا شخص آتا ہے اور کہتا ہے خوش ہو جاؤ اب تو راحت و سرور اور چین و آرام ہی ہے، تمہیں اللہ تعالیٰ کے رضا مندی اور ایسی

جنت کی بشارت ہے جس کی نعمتیں ابدی ہیں یہ وہی دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا تھا، یہ شخص کہے گا کہ اللہ تعالیٰ تجھے خوش و خرم رکھے بتا تو کون ہے؟ آپ کی خوبصورتی، رعنائی اور اچھائی نے میرا دل موہ لیا، وہ جواب دے گا کہ میں تمہارا نیک عمل ہوں اللہ کی قسم مجھے علم ہے کہ آپ اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں جلدی کرتے اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے تھے جس کا تمہیں بہترین صلہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے۔

پھر اس کے لئے ایک دروازہ جنت کا اور ایک دروازہ جہنم کا کھولا جائے گا اور کہا جائے گا اگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہوتی تو تمہارا ٹھکانہ یہی ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کے بدلے یہ مقام عطا کیا وہ جب جنت اور اس کی نعمتوں کو دیکھے گا تو کہے گا کہ الہی قیامت جلدی قائم ہو جائے تاکہ میں اپنے اہل و عیال اور مال و اولاد سے جاملوں تو کہا جائے گا جاؤ آرام کرو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کافر موت کے وقت جب کہ وہ دنیا کی آخری ساعت اور آخرت کی پہلی گھڑی میں ہوتا ہے اس کے پاس سخت خوفناک چہروں والے فرشتے جہنمی ٹاٹ لئے ہوئے آسمان سے آتے ہیں اور اس کے سامنے اس طرح بیٹھ جاتے ہیں کہ تا حد نگاہ نظر آتے ہیں پھر ملک الموت آ کر اس کے سر ہانے بیٹھ کر کہتا ہے کہ: اے ناپاک خبیث روح اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غضب و غصہ کی طرف چل، یہ سنتے ہی وہ روح جسم میں ادھر ادھر چھپنے لگتی ہے تو وہ اسے کھینچتے ہیں جس طرح سے بھگے ہوئے اون سے زیادہ فنی والا آنکڑا نکالا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ

رگیں اور پٹھے کٹ کر نکل جاتے ہیں۔

اس وقت آسمان وزمین کے درمیان اور آسمان میں جتنے فرشتے ہیں سبھی اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور ہر دروازے پر مامور فرشتہ اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا ہے کہ اس کی روح اس کے پاس سے ہو کر اوپر کو نہ جائے، ملک الموت اسکی روح کو جیسے ہی نکال کر لیتا ہے اسی وقت فرشتے ان کے ہاتھ سے لے لیتے ہیں اور جہنمی ٹاٹ میں اسے لپیٹ لیتے ہیں۔

اس کے جسم سے روئے زمین کی سب سے بدبودار لاش کی سی بو نکلتی ہے، اب اسے لیکر اوپر چڑھتے ہیں، فرشتوں کی جو جماعت ملتی ہے، دریافت کرتی ہے کہ یہ خبیث روح کس کی ہے؟ یہ اس کا وہ نام بتاتے ہیں جس بدترین نام سے وہ دنیا میں مشہور تھا؟ اسی طرح جب آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں، اور دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں لیکن کھولا نہیں جاتا، پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی:

﴿لَا تُفْتَحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى يَلِجَ

الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخَيْاطِ﴾ (الاعراف: ۴۰)

ترجمہ: ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے اور نہ ہی جنت میں داخل ہو سکتے ہیں جب تک کہ سوئی کے نا کے میں اونٹ نہ چلا جائے۔

اسی وقت اللہ کا فرمان جاری ہوتا ہے کہ اس کا ٹھکانہ زمین کے اندر سجین میں لکھ لو، پھر کہا جاتا ہے کہ میرے بندے (کی روح) کو زمین کی طرف لوٹا دو کیونکہ میرا ان سے وعدہ ہے کہ میں نے انہیں زمین سے پیدا کیا ہے اور پھر اسی طرف لوٹاؤنگا



اور دوبارہ پھر اسی سے نکالوں گا، پس اس کی روح آسمان سے پھینک دی جاتی ہے  
یہاں تک کہ جسم پر گرتی ہے پھر اللہ کے رسول ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی:

﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ

أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ﴾ (الحج: ۳۱)

ترجمہ: اللہ کے ساتھ جس نے شرک کیا گویا وہ آسمان سے پھینک دیا گیا اب یا  
تو اسے پرندے اچک لے جائیں گے یا ہوا کسی دور دراز جگہ پھینک دے  
گی۔

اب اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے طواپس ہونے والے لوگوں کی  
جو توں کی آہٹ سن ہی رہا ہوتا ہے کہ اسی وقت اس کے پاس سخت ڈانٹنے والے دو  
فرشتے آتے ہیں اسے ڈانٹتے ہیں اور بٹھاتے ہیں، پھر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب  
کون ہے؟ وہ گھبرا کر کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا، پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا  
ہے؟ پھر وہ جواب دیتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا، فرشتے پھر سوال کرتے ہیں کہ  
جو آدمی تم میں بھیجا گیا تھا تو اس کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ تو وہ آپ ﷺ کا نام  
نہیں بتا سکے گا، کہا جائے گا کہ محمد؟ تو جواب دے گا کہ افسوس میں نہیں جانتا لوگوں کو  
بھی کہتے ہوئے سنا ہے چنانچہ اس سے کہا جائے گا نہ تو نے پڑھا اور نہ تو جانا۔

اسی وقت آسمان سے منادی آواز دے گا یہ جھوٹا ہے اس کے لئے جہنم کا بچھونا بچھا  
دو اور اس کے لئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو چنانچہ یہی ہوتا ہے اور اسے جہنم کی  
گرمی، تپش اور آگ کی لپٹیں لگنے لگتی ہیں اور اس کی قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ اس کی

پسلیان باہم مل جاتی ہیں۔

پھر اس کے پاس اس نہایت ہی ڈراؤنی شکل کا انسان آتا ہے جو بدترین لباس میں ہوتا ہے جس کے جسم و لباس سے سڑی ہوئی بدبو نکل رہی ہوتی ہے وہ اس سے کہتا ہے لے اب میرے وقت کے لئے تیار ہو جائے، آج ہی کا تجھ سے وعدہ تھا اب عذاب کے مزے چکھ، اللہ تعالیٰ تجھے برباد و ہلاک کرے بتا تو کون ہے؟ تیری ہیبت سے تو میں ادھمُوا ہو رہا ہوں، وہ کہتا ہے میں تمہارا برا عمل ہوں۔ اللہ کی قسم مجھے علم ہے کہ تو اللہ کی فرمانبرداری سے بھاگتا اور جی چراتا تھا اور اللہ کی نافرمانیاں کرنے میں بڑا تیز تھا اللہ تعالیٰ نے اس کا برابر بدلہ دیا۔

پھر اس کی قبر میں ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو اندھا بہرا اور گونگا ہوتا ہے اس کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گھن ہوتا ہے کہ اگر اسے پہاڑ پر مار دیا جائے تو پہاڑ مٹی بن جائے گا، اس شخص کو اسی سے مارا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مٹی ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے اس کی پہلی حالت پر لوٹا دیتا ہے، دوبارہ فرشتہ اس کو مارتا ہے جس سے وہ ایسی چیخ مارتا ہے کہ اس کی آواز کو انسانوں اور جنوں کے علاوہ ساری مخلوق سنتی ہے، پھر جہنم کا دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے اور آگ کے بستر بچھا دیئے جاتے ہیں تو اس وقت کہتا ہے یا الہی قیامت نہ قائم کی جائے۔

.....

۱۔ یہ حدیث صحیح ہے ائمہ کرام کی ایک جماعت نے اسے روایت کیا ہے میں نے اسے مختلف طرق سے نقل کیا ہے جیسا کہ شیخ البانی حفظہ اللہ نے ”احکام الجنائز“ میں ذکر کیا ہے، مزید تفصیل کے لئے ص ۲۰۲ میں دیکھیں، ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس حدیث کے مختلف الفاظ اور مختلف طرق کا ذکر اپنی تفسیر ”ابن کثیر“ ج ۲، ص ۱۳۱ میں کیا ہے اور اسی حدیث کو ابن حجر نے اپنی کتاب ”فتح الباری“ ج ۳، ص ۲۳۴-۲۴۰ میں کیا ہے جس میں انہوں نے مختلف الفاظ اور مختلف طرق کی طرف اشارہ کیا ہے۔

## اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات

جس دن اللہ کے رسول ﷺ کی وفات ہوئی آپ ﷺ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد کو سخت تکلیف میں دیکھ کر کہا: کہ ہائے میرے ابا جان کی تکلیف! تو ان سے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے کہا کہ تمہارے باپ پر آج کے بعد کوئی کرب نہ ہوگا۔

اللہ کے رسول ﷺ کے پاس پانی کا ایک ڈبہ تھا جس میں اپنے ہاتھوں کو ڈبوتے پھر اپنے چہرے پر پھیرتے ہوئے کہتے تھے:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكْرَاتٍ“

ترجمہ: اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں یقیناً موت کی سختیاں ہیں۔ ۲

اللہ کے رسول ﷺ کا مرض بڑھتا گیا یہاں تک کہ گویائی کی سکت نہ رہی صرف اشارہ کرتے تھے پھر رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے آخری لمحات آ گئے۔

آپ کا سر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آغوش میں تھا کہ عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما اپنے ہاتھ میں مسواک لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے تو اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی طرف دیکھا جس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سمجھ گئیں کہ آپ ﷺ کو مسواک کی طلب ہے پھر انہوں نے ان سے مسواک لے کر نرم کیا اور آپ ﷺ نے مسواک کی،

۱ صحیح البخاری حدیث (۴۴۶۲)۔

۲ صحیح البخاری، حدیث (۴۴۴۹)

جب آپ ﷺ مسواک کر چکے تو اپنے ہاتھ یا انگلی کو اٹھایا اور نگاہ چھت کی طرف بلند کی اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی طرف کان لگا کر سننے لگیں، آپ ﷺ پڑھ رہے تھے:

”مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ  
وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي،  
وَالْحَقْنِي بِالرَّفِيقِ الْأَعْلَى اللَّهُمَّ الرَّفِيقِ الْأَعْلَى“۔

ترجمہ: اے اللہ میرا معاملہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک لوگوں کے ساتھ کر، جن

پر تو نے انعام کیا ہے اے اللہ تو مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق  
الاعلیٰ سے ملا دے اے اللہ رفیق الاعلیٰ۔

اسے تین بار کہا اور یہی آپ ﷺ کے آخری کلمات تھے پھر آپ کا ہاتھ لڑھک گیا  
اور آپ رفیق الاعلیٰ سے جا ملے ۱ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے ابو جان! جنہوں  
نے رب کی دعوت پر لبیک کہا، اے ابو جان جن کا مسکن جنت الفردوس ہے، اے  
میرے ابو جان آپ کی موت کی خبر ہم فرشتہ جبرئیل کو دیتے ہیں ۲

- اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُوْنَ

فَبِكَيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَاعَيْنُ عِبْرَةً وَلَا اَعْرِفَنَّكَ الدَّهْرَ دَمْعَكَ  
يَجْمُدُ

۱ صحیح بخاری، حدیث (۴۴۶۳، ۴۴۴۹) صحیح مسلم (۲۴۴۴)

۲ صحیح بخاری، حدیث (۴۴۶۲)

وَمَا لِكَ لَا تَبْكِيْنَ ذَا النِّعْمَةِ الَّتِي عَلَى النَّاسِ مِنْهَا سَابِغٌ يَتَغَمَّدُ  
فَجُودِي عَلَيْهِ بِالدُّمُوعِ وَأَعْوِلِي لِفَقْدِ الَّذِي لَا مِثْلَهُ الدَّهْرُ  
يُوجَدُ

وَمَا فَقَدَ الْمَاضِيْنَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ وَلَا مِثْلَهُ حَتَّى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ  
ترجمہ: اے آنکھ تو اللہ کے رسول ﷺ پر خوب رو لے، اور میں زمانے کو ہرگز  
تمہارے آنسو کے خشک ہونے کی خبر نہیں دوں گا۔

تجھے کیا ہو گیا ہے تو اس ہستی پر نہیں روتی جس کی نعمتیں اور رحمتیں سارے لوگوں پر  
سایہ فلکِ تھیں۔

تو خوب آنسو بہا لے جی بھر کر رولے اس ذات گرامی کی نایابی پر، جس کا مثیل  
زمانے میں نہیں۔

اور گزرے ہوئے لوگوں نے محمد ﷺ جیسا نہیں کھویا اور نہ ہی ان کے مثل قیامت  
تک کوئی چیز گم ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ کی وفات میں عبرت و نصیحت  
ارشادِ ربانی ہے:

﴿إِذْكَ مَيِّتٌ وَإِذْهُ مَيِّتُونَ﴾ (الزمر: ۳۹)

ترجمہ: بیشک آپ مرنے والے ہیں اور تمام لوگ مرنے والے ہیں۔

”اللہ تمہیں اس بات کے علم کی توفیق عنایت کرے“ اللہ کے رسول ﷺ کی موت  
وحیات اور قول و فعل میں اچھا نمونہ ہے اور ان کے تمام احوال میں ناظرین کے لئے  
عبرت، بصیرت کے طالبین کے لئے بصیرت، کیونکہ اللہ کے نزدیک آپ ﷺ سے  
بزرگ تر کوئی نہیں اس لئے کہ آپ ﷺ اللہ کے خلیل، محبوب اور رازداں تھے نیز  
آپ ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے، رسول اور نبی تھے۔

آپ غور کریں! کیا اللہ نے آپ کو مدتِ حیات ختم ہونے کے وقت ذرا بھی  
فرصت دی؟ کیا اللہ نے آپ کی موت کو وقتِ متعینہ سے ایک لمحہ بھی مؤخر کیا؟ نہیں،  
بلکہ اللہ نے مخلوق کی روحوں کے قبض پر مامور فرشتوں کو آپ کی طرف بھیجا پھر ان

لوگوں نے آپ کی پاک و شریف روح کو پاک جسم سے نکال کر رحمت و رضوان، خیرات و حسان کی طرف لیجانے میں جلدی کی بلکہ اللہ کے قریب سچے مقام پر پہنچایا اس کے باوجود جاں کنی کی تکلیف سخت ہو گئی اور موت آ گئی اور آپ کی پریشانی بڑھ گئی، عمر کی وجہ سے آواز بلند ہو گئی، رنگ بدل گیا، پیشانی پر پسینہ آ گیا، آپ کے بائیں اور دائیں پہلو مضطرب ہو گئے، یہاں تک کہ حاضرین آپ کی وفات پر رو پڑے، کیا منصب نبوت نے آپ سے موت کو دفع کیا؟ اور کیا موت نے انہیں بخش دیا؟ کہ وہ حق کے طرفدار تھے، مخلوق کو خوشخبری دینے اور ڈرانے والے تھے، ہرگز نہیں بلکہ حکم کے آگے سر جھکا دیا اور لوح محفوظ میں پائی ہوئی چیز کی اتباع کی۔

یہ آپ ﷺ کا حال تھا جب کہ آپ اللہ کے نزدیک مقام محمود و ارحم الراحمین کوٹھوالے ہیں، آپ ﷺ پہلے شخص ہونگے جو قبر سے نکلیں گے اور قیامت کے روز صاحب شفاعت ہونگے پس حیرت و استعجاب ہے کہ ہم لوگ نصیحت نہیں حاصل کرتے اور نہ ہی ان باتوں پر یقین رکھتے ہیں جو ہمیں ملتی ہیں بلکہ ہم نفسانی خواہشات کے غلام اور منکرات و سینات کے دلدادہ بن کر رہ گئے ہیں۔

ہم لوگ کیوں نہیں سید المرسلین امام المتقین حضرت محمد ﷺ کی وفات سے عبرت حاصل کرتے، شاید ہم اس گمان میں ہیں کہ ہم اس دنیا میں ہمیشہ رہیں گے یا پھر ہمیں یہ وہم ہے کہ ہم اللہ کے نزدیک اپنے اعمال کے باوجود با عزت ہیں، ہرگز نہیں..... بہت بعید ہے، بلکہ ہمیں یہ یقین کرنا چاہئے کہ ہم سب لوگ ایسی جہنم سے گزارے جائیں گے کہ جس سے صرف پرہیزگار ہی بچ سکیں گے۔



# جاں کنی کے بعض مناظر

## جاں کنی کا ایک منظر

اللہ کے رسول ﷺ ابو طالب کی وفات کے وقت ان کے پاس آئے تو ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ کو پایا، آپ ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب سے کہا لا الہ الا اللہ کہ دیجئے میں اس کلمہ کو اللہ کے یہاں آپ کے لئے حجت بناؤں گا تو ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی بو لے کہ اے ابو طالب کیا تم عبد المطلب کے دین سے پھر رہے ہو؟ بارہا اللہ کے رسول ﷺ ابو طالب پر اس کلمہ کو پیش کرتے رہے اور وہ لوگ اپنی بات دہراتے رہے یہاں تک کہ آخر میں ابو طالب نے ان لوگوں سے یہ کہا کہ وہ عبد المطلب کے دین پر ہے اور لا الہ الا اللہ کہنے سے

۱۔ دیکھئے احیاء علوم الدین ۲/ ۲۷۵، ۲۷۶۔

انکار کر دیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم، میں اس وقت تک آپ کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتا رہوں گا جب تک کہ روک نہ دیا جاؤں“ جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾

ترجمہ: پیغمبر اور دوسرے مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے مغفرت کی دعائیں مانگیں، نیز یہ بھی اس سلسلے میں نازل ہوئی۔

﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَئِنْ اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ

أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ﴾ (القصص: ۵۶)

ترجمہ: آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے ہدایت والوں سے وہ خوب آگاہ ہے۔

یہ واقعہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دوست و احباب کی صحبت کا بڑا اثر ہوتا ہے کیونکہ ایک دوست اپنے دوست کو گمراہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے جہنم میں پہنچا دیتا ہے، اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

صحیحین میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور مشرکین میں لڑائی ہوئی اور آپ ﷺ کے ساتھیوں میں ایک ایسا شخص تھا جو ہر کمزور اور طاقتور کو اپنی تلوار

صحیح بخاری (۳۸۸۴) صحیح مسلم (۲۴)۔

کی ضرب سے موت کی نیند سلا دیتا تھا پس لوگوں نے کہا کہ ہم میں سے کسی نے وہ کام نہیں کیا جو فلاں نے کیا تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے کہا کہ وہ جہنمی ہے ان لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میں اس کا دوست ہوں پھر اس کے پیچھے

لگ گیا چنانچہ اس بہادر شخص کو زخم لگا تو اس نے موت کے لئے جلدی کی اور اپنی تلوار کے دستہ کو زمین پر اور اس کی نوک کو اپنے سینے پر رکھا پھر خود کو اپنی تلوار پر گرا کر اپنے آپ کو ہلاک کر دیا چنانچہ وہ آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور پورا واقعہ آپ سے بیان کیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

”کہ یقیناً آدمی ایسا کام کرتا ہے جو لوگوں کی نگاہوں میں جنتیوں والا عمل دکھائی دیتا ہے لیکن وہ جہنمیوں میں سے ہوتا ہے اور یقیناً آدمی ایسا کام کرتا ہے جو لوگوں کی نظروں میں جہنمیوں والا عمل دکھائی دیتا ہے لیکن وہ جنتیوں میں سے ہوتا ہے۔“

اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک روایت میں یہ زیادہ کیا ہے:

”إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيمِ“

ترجمہ: یعنی اعمال کا دار و مدار خاتمہ پر ہے۔

یہ واقعہ نفس اور اس کی گردش سے بچے رہنے نیز خواہشات نفس اور اس کی طرف مائل ہونے سے خبردار کرتا ہے اور یہ کہ آدمی اپنے نیت کی اصلاح پر توجہ دے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کرتا تھا جب وہ بیمار ہوا تو نبی ﷺ اس بچے کی عیادت کرنے کے لئے آئے اور سر کے قریب بیٹھے، اسلام کو اس پر پیش کیا اور کہا: ”اسلم“ اسلام قبول کر لو، بچے نے اپنے والد کی طرف دیکھا جو اس کے قریب ہی تھا تو باپ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ ابوالقاسم کی بات مان لو، پس اسلام قبول کر لیا، نبی ﷺ یہ کہتے ہوئے کھڑے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## حالت نزع میں انسان کی کیفیت

بعض اہل علم نے موت اور جاں کنی کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے کہا ہے:  
جان لو! حقیقت میں جاں کنی کی سخت تکلیف کو وہی شخص جان سکتا ہے جس کا اس  
کو سابقہ پڑا ہو اور جس کا سابقہ نہیں پڑا ہے وہ اپنے اوپر آمدہ آلام و مصائب پر  
قیاس کر کے جان سکتا ہے۔

نزع کی تکلیف بالذات روح پر حملہ آور ہوتی ہے پھر اس کے تمام اجزاء کو یہاں  
تک کہ ہر رگ، ہر پٹھہ، ہر جوڑ، ہر بال کی جڑ، ہر چمڑی اور سر کے تلوؤں تک کو اپنی  
پیٹ میں لے لیتی ہے۔

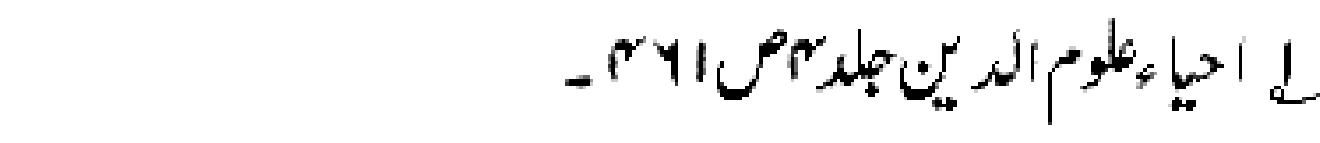
جاں کنی کی تکلیف کو بیاں نہیں کیا جاسکتا یہاں تک کہ لوگوں نے کہا کہ موت کی  
تکلیف تلوار کی ضرب، آری اور قینچی کی کاٹ سے بھی سخت ہوتی ہے کیونکہ آری  
یا تلوار کی ضرب سے جو تکلیف ہوتی ہے وہ جسم اور روح کے باہمی تعلق کی وجہ سے  
ہوتی ہے اب تصور کیجئے کہ یہ حالت خود روح پر طاری ہو تو تکلیف کی کیا کیفیت  
ہوگی۔

۱۔ صحیح بخاری ۳/۱۷۶، صحیح مسلم (۳۰۹۵)

تلوار کی زد میں آنے والا شخص مدد طلب کرتا ہے، اپنی زبان اور دل میں قوت

باقی رہنے کی وجہ سے چیخ مارتا ہے، لیکن جاں کنی میں پڑنے والا شخص جس کی آواز اور چیخ ختم ہو جاتی ہے نیز اس کی قوت اور اعضاء کمزور پڑ جاتے ہیں اس لئے کہ تکلیف کی شدت اس کے سینے تک پہنچ جاتی ہے یہاں تک کہ پورا جسم تکلیف زدہ ہو جاتا ہے پھر تمام اعضاء و جوارح کو نیم جاں کر دیتا ہے اور استغاثہ کی ساری قوت ختم ہو جاتی ہے۔

موت کی تکلیف عقل کو ناکارہ، زبان کو گنگ اور اعضاء کو کمزور کر دیتی ہے اور حالت نزع کا شکار راحت کی خاطر چیخ و پکار وغیرہ کرنا چاہتا ہے لیکن اسے اس کی طاقت نہیں رہتی اور اس میں اگر کچھ طاقت باقی رہ جاتی ہے تو اس کے سینے اور حلق سے روح قبض کئے جانے کے وقت گڑ گڑاہٹ اور آواز سنائی دیتی ہے نیز رنگ فق پڑ جاتا ہے، تکلیف پورے جسم میں پھیل جاتی ہے یہاں تک کہ آنکھ کی سیاہی پلک کی طرف چڑھ جاتی ہے زبان اپنی جڑ کی طرف کھینچ جاتی ہے اور انگلیوں کے پور نیلے پڑ جاتے ہیں، اب ایسے جسم کا حال نہ پوچھئے جس کی تمام رگیں کھینچ چکی ہوں پھر جسم کے تمام اعضاء آہستہ آہستہ بے جان ہو جاتے ہیں، پہلے اس کے دونوں قدم ٹھنڈے پڑتے ہیں پھر دونوں پنڈلیاں پھر دونوں ران اور ہر عضو پر سختی پر سختی اور تکلیف پر تکلیف طاری ہوتی جاتی ہے کہ روح زخروں تک پہنچ جاتی ہے اب اس کی نگاہ دنیا و مافیہا سے کٹ جاتی ہے اس پر توبہ کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور ندامت و حسرت اسے گھیر لیتی ہے۔



گزرے ہوئے لوگوں کے حالات میں جاں کنی کے مناظر

## حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آئیں اور یہ شعر پڑھا:

لَعَمْرُكَ مَا يُغْنِي الثَّرَاءُ عَنِ الْقَتَى إِذَا حَشَرَ جَثَ يَوْمًا وَضَاقَ بِهَا  
الصَّدْرُ

ترجمہ: تیری عمر کی قسم جب جاں کنی کے وقت گھنگرو بولنے لگے گا اور دل تنگ ہو جائے گا تو نو جوانوں کو ان کا مال کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے چہرے کو کھولا اور کہا کہ ایسا نہ کہو، بلکہ تم یہ کہو:

﴿وَجَاءَتْ سَكْرَتُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ﴾

(ق: ۱۹)

ترجمہ: اور موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ آ پہنچی، یہی ہے جس سے تو بدکتا پھرتا تھا۔  
دیکھو یہ میرے دو کپڑے ہیں انہیں دھولو، اسی میں مجھے کفنانا کیونکہ زندہ لوگ



مردوں کے بہ نسبت نئے کپڑوں کے زیادہ ضرورت مند ہوتے ہیں۔ ۱

۱۔ الثبات عند الممات، لابن الجوزی ص ۹۹۔

## حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سر میری آغوش میں تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے سر کو زمین پر رکھ دو، میں نے گمان کیا کہ شاید ناگواری کی وجہ سے کہہ رہے ہیں، اس لئے میں نے نہیں رکھا پھر فرمایا کہ میرے رخسار کو زمین پر رکھ دو، میرے اور میری ماں کے لئے ہلاکت ہے اگر مجھے اللہ نہ بخشے۔ ۱

## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حضرت ہمام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو وہ رونے لگے، ان سے کہا گیا، اے ابو ہریرہ! کون سی چیز آپ کو رلا رہی ہے؟ فرمایا:

زاد راہ کی کمی، سفر کی مسافت اور دشوار گزار گھاٹی جس کی انتہا جنت ہے جہنم۔ ۲

۱۔ وصایا العلماء عند حضور الموت للربعی ص ۳۷۔

۲۔ وصایا العلماء عند حضور الموت للربعی ص ۵۸۔

## حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو

فرمایا:

تم لوگ مجھ پر مت روؤ کیونکہ میں نے اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی گناہ نہیں کیا۔

## ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی جاں کنی

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عمران کے والد ذکوان نے بیان فرمایا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مرض الموت کے وقت ان کے پاس آنے کے لئے اجازت طلب کی، ذکوان کہتے ہیں پس میں داخل ہوا تو ان کے بھائی عبدالرحمن کے لڑکے عبد اللہ ان کے سر کے قریب بیٹھے ہوئے تھے، میں نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما اجازت طلب کر رہے ہیں تو آپ فرماتی ہیں:

”مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کوئی ضرورت ہے اور نہ ہی اس بات کی حاجت

کہ وہ میری خوبی اور صفائی بیان کریں تو عبد اللہ نے کہا: اے ماں! ابن عباس رضی اللہ عنہما تیری صالح اولاد میں سے ہیں جو تجھے الوداع اور سلام کہہ رہے ہیں تو فرمایا کہ اگر تم چاہو تو انہیں اجازت دے دو۔

راوی کا بیان ہے کہ ابن عباس آئے اور بیٹھے پھر فرمایا: کہ اے عائشہ خوش ہو جاؤ، اللہ کی

۱۔ وصایا العلماء عند حضور الموت للربیع ص ۹۱۔

قسم آپ کی روح جسم سے نکلتے ہی آپ کی ہر پریشانی ختم ہو جائے گی محمد ﷺ اور اپنے احباب سے ملاقات کر لیں گی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اے ابن عباس ایسا کیسے کہہ رہے ہو؟ فرمایا: نبی ﷺ کے نزدیک عورتوں میں آپ سب سے محبوب، پاکباز و پاک طینت تھیں اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ زیادہ محبت کرتے تھے، جب آپ کا ہار غزوہ ابوا کی رات گر گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو تلاش کرنے میں صبح کر دی تا کہ وہ مل جائے اور لوگوں کا پانی ختم ہو گیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

﴿فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا﴾ (النساء: ۴۳)

ترجمہ: پس تم لوگ پاک مٹی سے تیمم کرو۔

یہ آیت آپ کی وجہ سے نازل ہوئی ورنہ اس امت کو یہ رخصت نہ ملی ہوتی، پھر اللہ نے آپ کی برأت سات آسمانوں کے اوپر سے نازل فرمائی اور کوئی مسجد ایسی

نہی کہ جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہو اور آپ کی برأت کی آیتیں رات اور دن کے حصوں میں تلاوت نہ کی جاتی ہوں، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابن عباس! رہنے بھی دیں اللہ کی قسم میں تمنا کرتی ہوں کہ میں کچھ نہ ہوتی۔

۱۔ نزہۃ الفضلاء، تہذیب سیر اعلام النبلاء، ص ۱۳۰۔

## حضرت عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

یزید بن ابی حبیب سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ابن ابی السرح کی جاں کنی کا وقت آیا تو وہ مقام رملہ پر تھے اور وہاں فتنہ کے خوف سے بھاگ کر گئے تھے، رات کے وقت لوگوں سے پوچھنے لگے کہ کیا صبح ہوگئی؟ تو کہتے نہیں، جب صبح ہوئی تو کہا کہ اے ہشام! دیکھو مجھے صبح کی ٹھنڈک کا احساس ہو رہا ہے، پھر کہا: اے اللہ! تو میرا خاتمہ صبح میں کر، پھر وضو کیا اور نماز پڑھی، پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ العادیات پڑھی اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کی بعد اور کوئی سورت، دائیں طرف سلام پھیرا اور بائیں طرف سلام پھیرنے ہی والے تھے کہ روح قفص عنصری سے پرواز کر گئی، اللہ ان سے راضی ہو۔

## ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی جاں کنی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے نبی ﷺ کی بیوی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنی وفات کے وقت بلایا اور کہنے لگیں کہ سو کنوں میں جو حسد اور جلن ہوتی ہے وہ ہم میں بھی تھی اللہ تعالیٰ لوگوں کے گناہوں کو معاف کرے، تو میں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے، درگزر فرمائے، اور آپ کے لئے آسانی کرے، پھر فرمایا: تم نے مجھے خوش کر دیا

۱۔ نزہۃ الفضل، تہذیب سیر اعلام النبلاء، ص ۲۱۴۔

اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی اس طرح کا پیغام بھیجا۔

## حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ابو درداء رضی اللہ عنہ کی جاں کنی کا وقت آ پہنچا تو کہنے لگے: میرے آج کے اس دن جیسے دن کے لئے کون عمل کرے گا، میری آج کی کیفیت جیسی کیفیت کے لئے کون تیاری کرے گا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی وفات ۳۲ھ میں ہوئی۔

## حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: فرمایا: جب حذیفہ رضی اللہ عنہ کی موت کا وقت آیا تو بولے: ”میرا محبوب تنگی کے عالم میں میرے پاس آیا اب پشیمانی کا کوئی فائدہ نہیں، مجھے نہیں معلوم کہ میرے بعد کیا ہوگا، اس اللہ کا شکر ہے کہ جس نے مجھے فتنے اس کے قائدین اور اس میں شامل لوگوں سے پہلے موت دی۔“

حضرت نزال بن سبرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو مسعود انصاری

رضی

۱۔ تاریخ دمشق، تراجم النساء ص ۹۲۔

۲۔ نزہۃ الفضلاء ص ۱۶۱۔

اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت کیا کہا؟ انہوں نے فرمایا کہ جب صبح ہوئی تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ”میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں جہنم کی طرف لے جانے والی صبح سے“ تین بار کہا، پھر فرمایا: میرے لئے دو سفید کپڑے خریدو کیونکہ وہ دونوں میرے اوپر تھوڑی دیر رہیں گے پھر انہیں ان سے اچھے میں بدل دیا جائے گا یا وہ بری طرح سے چھین لیا جائے گا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حضرت عوانہ بن حکم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تعجب ہے کہ موت جب کسی پر آتی ہے اور عقل اس کے ساتھ ہوتی ہے تو کیوں نہیں وہ موت کی صفت بیان کر سکتا؟ پھر جب ان کی موت کا وقت آیا تو ان کے بیٹے نے اپنے والد کو وہ قول یاد دلایا اور کہا کہ ابو جان! موت کی صفت بیان کریں کہ کیسے آتی ہے؟ فرمایا: کہ اے بیٹے! موت اس سے کہیں زیادہ بڑھ کر ہے کہ اس کی صفت بیان کی جائے، لیکن میں تمہارے لئے اس کی صفت بیان کرتا ہوں: ”میں ایسا محسوس کرتا ہوں جیسے رضوی پہاڑ میری گردن پر معلق ہے میرے پیٹ میں کاٹھا ہے اور میری روح سوئی سے نکل رہی ہے۔“

عبداللہ بن صالح روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے یعقوب بن عبدالرحمن نے کہا اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات قریب ہوئی تو ان

۱۔ نزہۃ الفضل، ص ۱۶۴۔

کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا گئیں اور رو پڑے تو ان کے بیٹے عبداللہ نے کہا: اے ابو جان! مجھے معلوم ہے کہ جب بھی آپ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تکلیف و پریشانی آئی ہے تو آپ نے صبر و تحمل سے کام لیا ہے، باپ نے کہا: اے بیٹے! تیرے باپ پر تین پریشانیاں آئی ہیں ان میں پہلی عمل کا انقطاع، دوسری مطلع کی ہولناکی، تیسری اقرباء کا فراق اور ان میں یہ سب سے آسان ہے، پھر کہا: اے اللہ تو نے حکم

دیا تو میں نے کوتاہی کی، اور تو نے منع کیا تو میں نے نافرمانی کی، اے اللہ تیری  
صفت تو غفور و درگزر ہے۔<sup>۱</sup>

## حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت کچھ لوگ ان کے پاس آئے تو دیکھا  
کہ وہ کہہ رہے تھے: ”اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں یقیناً میں تجھ سے خوف کھاتا  
تھا لیکن آج تجھ سے پُر امید ہوں۔“<sup>۲</sup>

## حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

عبیدہ بن عبد الرحمن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کہ جب ابو بکرہ رضی  
اللہ عنہ

۱۔ نزہۃ الفضل، ص ۲۱۹

۲۔ نزہۃ الفضل، ص ۲۱۹

کو تکلیف و پریشانی لاحق ہوئی تو ان کے بیٹوں نے ڈاکٹر بلانے کے لئے باپ سے  
پوچھا، باپ نے انکار کر دیا، پھر جب موت طاری ہوئی تو کہا: تم لوگوں کے ڈاکٹر



کہاں ہیں؟ اگر وہ سچے ہیں تو اس موت کو واپس کر دیں۔

## ایک نو جوان صحابی کی جاں کنی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک نو جوان شخص کے پاس آئے اس حال میں کہ وہ جاں کنی کے عالم میں تھا، آپ نے اس سے پوچھا، کس طرح تم اپنے کو پاتے ہو؟ کہا: یا رسول اللہ پر امید ہوں اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں، تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ایسے موقع پر کسی بندے کے دل میں دو چیزیں جمع نہیں ہو سکتیں، مگر جس چیز سے وہ پر امید ہے اسے اللہ عنایت کر دے گا اور جس چیز سے خائف ہے اس سے امان میں رکھے گا۔

۱۔ نزہۃ الفضل ص ۲۰۸

۲۔ العبات عند الممات ص ۶۷۔

ایک اور صحابی کی جاں کنی

ایک صحابی اپنی موت کے وقت رونے لگا ان سے سوال کیا گیا، تو کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ”بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو دونوں مٹھیوں میں لیا اور فرمایا: یہ لوگ جنتی ہیں اور یہ جہنمی۔“ اور میں نہیں جانتا کہ میں کس مٹھی میں تھا۔

## عبرت و نصیحت

یہ صحابہ کرام کی وہ جماعت ہے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی رفاقت کے لئے منتخب فرمایا، انبیاء و رسل کے بعد یہ مخلوق میں سب سے افضل ہیں ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے دنیا میں جنت کی بشارت دے دی بلکہ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ جن پر بھی صحابہ کا اطلاق ہوتا ہے اور ان کی موت اسلام پر ہوئی ہے تو وہ جنتیوں میں سے ہیں۔

میرے عزیز بھائی اور بہن! باوجود کہ صحابہ کرام کا مقام بہت بلند ہے ان کے جاں کنی کے وقت کی بہت سی نصیحتوں اور عبرتوں سے کلمات آپ کی نگاہوں سے گزر چکے ہیں، نیک عمل اور جنت کی بشارت ملنے کے باوجود موت کے وقت ان میں سے بعض یہ تمنا کر رہے ہیں کہ وہ پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے، بعض وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے کے تصور

سے شدید خوف زدہ ہیں اور بعض وہ ہیں کہ اللہ رحمن و رحیم کے سامنے ان کے دل خوف و خشوع اور انکساری سے لبریز ہیں۔

ان چیزوں کا صدور ان نفوس قدسیہ سے ہوا ہے جنہیں صحبتِ رسول ﷺ، نصرتِ دین اور نیک اعمال کی توفیق ملی، پھر ہماری موجودہ صورتحال کا کیا عالم ہوگا..... اگر آپ غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ ہم نے دو برائیاں ایک ساتھ جمع کر رکھی ہیں، ایک اعمالِ صالحہ میں تقصیر و تفریط، دوسری گناہوں اور برائیوں میں غلو، پھر ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے اور ان ہولناکیوں اور مشکلات سے مامون ہو گئے جو ہمارے سامنے ہیں۔ کیسے؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَآلَمٌ يَكُونُوا يَخْتَسِبُونَ﴾ (الزمر: ۴۷)

ترجمہ: اور ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ ظاہر ہوگا جس کا گمان بھی انہیں نہ تھا۔

ہم گمراہی اور فریب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں۔

## بعض اسلاف کی جاں کنی کے مناظر

حضرت عامر بن عبد اللہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

مصعب کا بیان ہے کہ عامر نے موزن کی اذان سنی حالانکہ ان پر نزع کی کیفیت طاری تھی، پھر بھی انہوں نے کہا کہ میرا ہاتھ پکڑو پھر مسجد میں داخل ہوئے اور امام کے ساتھ مغرب کی ایک رکعت پڑھی پھر انتقال کر گئے، اللہ ان سے راضی ہو۔  
کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو جو نمازوں سے پیچھے رہتے ہیں حالانکہ وہ فارغ البالی، عیش و عشرت اور صحت و عافیت کی نعمتوں سے ہمکنار ہیں۔ ۱

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ کی جاں کنی

حزم قطعی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مالک کی جاں کنی کے وقت ہم ان پاس گئے انہوں نے اپنی نگاہ اٹھائی اور کہا:  
اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ میں نے خواہشات نفس اور پیٹ کے لئے زندگی کو پسند نہیں کیا۔ ۲

## حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی جاں کنی

امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگرد مزنی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی جاں کنی کے وقت میں ان کے پاس گیا اور کہا: اے ابو عبد اللہ: آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ انہوں نے اپنا سراٹھایا اور کہا:

میں دنیا سے کوچ کر رہا ہوں، دوستوں کو داغِ مفارقت دیئے جا رہا ہوں، برے اعمال سے ملاقات ہونے والی ہے اور اللہ تعالیٰ کا سامنا ہونے والا ہے، مجھے نہیں معلوم کہ میری روح جنت کی طرف جائے گی کہ میں اسے مبارکباد دوں یا جہنم کی طرف جائے گی کہ میں اس کی تعزیت کروں، پھر رو پڑے اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

وَلَمَّا قَسَىٰ قَلْبِي وَضَاقَتْ مَذَاهِبِي جَعَلْتُ رَجَائِي دُونَ عَفْوِكَ  
سُلَّمًا

تَعَاظَمَنِي ذَنْبِي فَلَمَّا قَرَنْتَهُ بِعَفْوِكَ رَبِّي كَانَ عَفْوِكَ أَكْثَمًا  
فَمَا زِلْتُ ذَا عَفْوٍ عَنِ الذَّنْبِ لَمْ تَزَلْ تَجُودُ وَتَعْفُو مَذَّةً وَتَكْرَمًا  
وَلَوْلَاكَ لَمْ يُغْوِ بِإِبْلِيسَ عَابِدٌ فَكَيْفَ وَقَدْ أَغْوَى صَفِيكَ آدَمَ  
وَإِنِّي لَأَتِي الذَّنْبَ أَعْرِفُ قُدْرَهُ وَأَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ يَغْفُو تَرَحُّمًا ۝

ترجمہ: اور جب میرا دل سخت ہو گیا اور کوششوں کے دروازے بند ہو گئے تو میں نے

اپنی ساری امیدوں کو تیرے عفو و درگزر سے وابستہ کر دیا۔

۱۔ نزہۃ الفضلاء ص ۷۴۰۔

مجھے اپنے گناہ بہت زیادہ لگے مگر جب میں نے اس کا تیرے عفو و درگزر سے مقارنہ کیا تو تیرا عفو و درگزر کہیں زیادہ لگا۔

تو ہمیشہ گناہوں کو بخشا رہا ہے اور تو اسی طرح احسان و کرم کے ساتھ اپنے عفو و درگزر کو جاری رکھ

اگر تو نہ ہوتا تو ابلیس کے ذریعہ کوئی عبادت گزار گمراہ نہ ہوا ہوتا حالانکہ کہ ابلیس نے تیرے برگزیدہ بندے آدم علیہ السلام کو گمراہ کیا۔

بلاشبہ میں گناہوں کا پتلا ہوں اور مجھے اس کی مقدار معلوم ہے نیز یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم کرتے ہوئے معاف فرما دے گا۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جاں کنی

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی موت کے وقت کہا کہ اے رحم فرمانے والے مجھ پر رحم فرما، میں دنیا والوں کے درمیان مغلوب ہوں اور اپنے نفس کا معاملہ کر رہا ہوں۔

## حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی جاں کنی

اسماعیل بن ابی اویس رحمہ نے فرمایا: امام مالک رحمہ اللہ بیمار پڑے تو میں نے اپنے گھر کے بعض افراد سے پوچھا کہ موت کے وقت انہوں نے کیا کہا؟ گھر والوں نے جواب دیا کہ کلمہ شہادت پڑھا، پھر کہا:

﴿لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ﴾ (الروم: ۴)

ترجمہ: اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔  
پھر اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

## حضرت امام احمد رحمہ اللہ کی جاں کنی

عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد کی موت قریب ہوئی تو میں ان کے پاس بیٹھا تھا اور میرے ہاتھ میں ایک کپڑا تھا جس سے میں ان کی داڑھی باندھنے کا ارادہ رکھتا تھا، وہ پسینہ سے شرابور ہوتے پھر افاقہ ہوتا، آنکھیں کھولتے اور پھر ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہتے ابھی نہیں، ایک اور مرتبہ اسی طرح کہا جب تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو میں نے پوچھا، اے

ابو جان! اس وقت آپ کس سے مخاطب تھے؟ کہ آپ کو پسینہ آ گیا تھا یہاں تک ہم سمجھنے لگے کہ آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ہے پھر اسی طرح سے دوبارہ کہتے ابھی نہیں، تو انہوں نے جواب دیا:

لے سیر اعلام النبلاء، ۸/ ۲۸-۱۳۵۔

اے لعنت جگر! کیا تم جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا نہیں، تب انہوں نے کہا کہ ابلیس (اس پر اللہ کی لعنت ہو) میرے پاس کھڑا تھا اور مجھ پر غصہ سے انگلیاں چب رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے احمد! تم مجھ سے بچ نکلے، میں اس سے کہا، ابھی نہیں، یہاں تک کہ میری موت آ جائے۔

یہ امام اہل سنت کا حال تھا کہ شیطان ایسے نازک وقت میں انہیں فتنہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا پھر ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو خیر و شر میں امتیاز نہیں کرتے اور ظلم و زیادتی سے باز نہیں آتے۔

## حضرت محمد بن واسع کی جاں کنی

حزمِ قطعی کا بیان ہے کہ جاں کنی کے وقت ابنِ واسع نے کہا: اے بھائیو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں کہاں لے جایا جا رہا ہوں؟ اللہ کی قسم جہنم کی طرف، یا پھر اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرما دے۔



۱۔ الثبات عند الممات ص ۱۶۰۔

۲۔ نزہۃ الفضلاء ص ۵۲۶۔

## حضرت عبدالرحمن بن اسود کی جاں کنی

حکم سے روایت ہے کہ عبدالرحمن بن اسود پر جاں کنی کی کیفیت طاری ہوئی تو رونے لگے، ان سے پوچھا گیا تو فرمایا:

آہ! کہاں گئی میری نماز اور کہاں گئے میرے روزے، اور تلاوت کرتے ہوئے اللہ سے جا ملے۔

## حضرت ابو حازم اعرج کی جاں کنی

محمد بن مطرف سے روایت ہے کہ ابو حازم کی جاں کنی کے وقت ہم ان کے پاس گئے اور ان کی خیر و عافیت دریافت کی تو انہوں نے جواب دیا: میں بخیر و عافیت سے ہوں اور اللہ تعالیٰ پر امید ہوں اور اس سے حسن ظن رکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کی قسم وہ دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے ایک وہ جو اپنی آخرت بنانے کے لئے صبح و شام دوڑ دھوپ کرتا ہے اور موت آنے سے پہلے اپنے نیک اعمال آگے بھیجتا رہتا ہے یہاں تک کہ آخرت

قائم ہو جائے تو یہ آخرت کا استقبال کرے گا اور آخرت اس کا استقبال کرے گی، اور دوسرا وہ شخص جو دوسرے کی دنیا بنانے کے لئے صبح و شام دوڑ دھوپ کرتا ہے اور آخرت کی طرف اس حال میں لوٹتا ہے کہ آخرت میں اس کا کوئی حصہ بخرانہ ہوگا۔

۱۔ نزہۃ الفضلاء ص ۴۶۳۔

۲۔ نزہۃ الفضلاء ص ۵۲۵۔

## حضرت احمد بن خضرویہ کی جاں کنی

محمد بن حامد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں احمد بن خضرویہ کے پاس بیٹھا تھا اور وہ حالتِ نزاع میں تھے، کسی مسئلہ کے بارے میں پوچھا گیا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا: اے میرے بیٹے! وہ دروازہ جسے میں ۹۵ سال سے کھٹکھٹاتا رہا تھا وہ میرے لئے اب کھلنا چاہتا ہے اور میں نہیں جانتا کہ وہ میری نیک بختی کی علامت ہوگی یا بد بختی کی، اور اس کا جواب میں کہاں سے دوں۔

## حضرت ابو جعفر قرطبی کی جاں کنی

قرطبی نے بیان کیا کہ میں نے اپنے شیخ امام ابو العباس احمد بن عمرو قرطبی سے اسکندریہ میں سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں اپنے شیخ کے بھائی ابو جعفر بن محمد قرطبی کے پاس قرطبہ میں حاضر ہوا اور وہ حالتِ نزاع میں تھے، ان سے کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ

کہو تو وہ کہتے تھے، نہیں، نہیں، پھر جب انہیں افاقہ ہوا تو ہم نے انہیں یہ بات یاد دلائی تو فرمایا کہ میرے پاس دو شیطان آئے ایک دائیں طرف سے اور ایک بائیں طرف سے، ان میں سے ایک کہہ رہا تھا کہ یہودی ہو کر مرو کیونکہ یہی سب سے بہترین دین ہے اور دوسرا کہہ رہا تھا کہ نصرانی ہو کر مرو کیونکہ یہی سب سے بہتر دین ہے، تو میں ان دونوں کو جواب دے رہا تھا،

۱۔ الثبات عند الممات ص ۱۷۰۔

نہیں، نہیں..... مجھ سے تم دونوں یہ بات کہہ رہے ہو۔ ۱۔

## علاء بن زیاد کی جاں کنی

جب علاء بن زیاد کی جاں کنی طاری ہوئی تو رونے لگے ان سے پوچھا گیا کس چیز نے آپ کو رلایا؟ جواب دیا: اللہ کی قسم، میں پسند کرتا تھا کہ موت کا استقبال تو بہ سے کروں، لوگوں نے عرض کی: تو تم کرو (اللہ تم پر رحم فرمائے) چنانچہ پانی مانگا اور وضو کیا، پھر اپنے لئے نیا کپڑا طلب کیا اور اسے پہنا پھر قبلہ رو ہوئے اور اپنے سر سے دو بار یا اسی کے لگ بھگ اشارہ کیا پھر لیٹ گئے اور وفات پا گئے۔ ۲۔

حاصل شد و در این باره به شما اطلاع می‌دهم.

جب عامر بن عبد اللہ پر موت کی کیفیت طاری ہوئی تو رونے لگے اور فرمایا: ایسی بچھاڑنے کی جگہ کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہئے، اے اللہ میں تجھ سے استغفار کرتا ہوں کی اور زیادتی میں، اور تمام گناہوں سے تیری طرف رجوع کرتا ہوں، اللہ کے علاوہ کوئی معبود (حقیقی) نہیں، پھر اس کلمہ کو بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ وفات پا گئے،

۱۔ التذکرۃ فی احوال الموقی والآخرۃ، ص ۵۷

۲۔ لطائف المعارف ص ۵۷۵۔

اللہ ان پر رحم فرمائے۔

## ابو عبد الرحمن السلمی کی جاں کنی

ابو عبد الرحمن السلمی نے اپنی موت سے پہلے کہا: کیسے میں اپنے رب سے امید نہ رکھوں جب کہ میں نے اس کے لئے اسی سال تک رمضان کے روزے رکھے۔

## ابو بکر بن عیاش کی جاں کنی

ابو بکر بن عیاش نے اپنی موت کے وقت اپنے بیٹے سے کہا: کیا تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کو ضائع کر دے گا جو چالیس سال تک قرآن کریم کو ہر رات ختم

## حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی جاں کنی

جب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی موت کا وقت آیا تو رونے لگے، کہا گیا: اے ابو عمران کس چیز

۱۔ لطائف المعارف، ص ۵۷۵۔

۲۔ جامع العلوم والحکم، ص ۴۷۶

۳۔ جامع العلوم والحکم، ص ۴۷۶۔

نے آپ کو رلایا؟ فرمایا: کیوں نہ روؤں اس حال میں کہ میں اپنے رب کے پیغامبر کا منتظر ہوں، میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے جنت کی بشارت دیں گے یا جہنم کی ۱۔

## حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کی جاں کنی

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے اپنی موت کے وقت کہا مجھے بٹھا دو، تو لوگوں نے انہیں بٹھا دیا، پس فرمایا کہ میں ہی ہوں جس کو تو نے حکم دیا تو کوتاہی کی اور منع کیا تو نافرمانی کی، لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں، پھر اپنے سر کو اٹھایا اور تیز نظر سے دیکھا، لوگوں نے ان سے کہا: اے امیر المومنین! آپ تیز نگاہوں سے

دیکھ رہے ہیں، امیر المومنین نے کہا: میں اپنے سامنے ایک جماعت دیکھ رہا ہوں جو انسانوں میں سے ہے نہ جنات میں سے، پھر ان کی روح قفصِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔ اور لوگوں نے کسی کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فُسَاداً وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ﴾ (القصص: ۸۳)

ترجمہ: آخرت کا یہ بھلا گھر ہم ان ہی کے لئے مقرر کر دیں گے جو زمین میں اونچائی بڑائی اور فخر نہیں کرتے نہ فساد کی چاہت رکھتے ہیں، پرہیزگاروں کے لئے نہایت ہی عمدہ انجام ہے۔

۱۔ وصایا العلماء، ص ۱۰۸ ۲۔ لطائف المعارف، ص ۵۸۷۔

## حضرت ابو زرہ رحمہ اللہ کی جاں کنی

ابو جعفر تستری نے کہا: ہم ابو زرہ کے پاس اس حال میں آئے کہ وہ جاں کنی کے عالم میں تھے اور ان کے پاس ابو حاتم، محمد بن مسلم، منذر شاذان اور علماء کی ایک جماعت موجود تھی تو لوگوں نے تلقین والی حدیث بیان کی، آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”اپنے مردے کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو“۔

پس لوگوں نے ابو زرہ سے شرم محسوس کرنے لگے اور ڈرے کہ انہیں تلقین کریں،

لوگوں نے کہا: لاؤ حدیث کو ذکر کرتے ہیں، تو محمد بن مسلم نے کہا: ہم سے بیان کیا ضحاک بن مخلد نے، ضحاک بن مخلد نے روایت کیا عبدالمجید بن جعفر سے عبدالمجید بن جعفر نے صالح سے اور اس کے آگے نہیں بیان کی لوگ خاموش تھے (مراد ان لوگوں کا یہ رہا کہ ان لوگوں نے غلطی کی یا باقی سندوں کو بھول گئے) تو ابو زرہ نے کہا: اس حال میں کہ وہ حالت نزع میں تھے، ہم سے بندار نے بیان کیا، کہا ہم سے ابو عاصم نے بیان کیا، کہا ہم سے عبدالمجید بن جعفر نے صالح کے واسطے سے، انہوں نے معاذ بن جبل سے، انہوں نے کہا کہ اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ“<sup>۱</sup>

۱۔ صحیح مسلم (۶/۲۱۹) ابوداؤد (۳۱۱۷) ترمذی (۸۷۰) نسائی (۵/۳)، ابن ماجہ (۱۴۴۵)

۲۔ یہ حدیث صحیح ہے، دیکھئے سنن ابی داؤد (۳۱۱۶) مسند احمد (۵/۲۴۷)

ترجمہ: جس کا آخری کلمہ لا الہ الا اللہ رہا جنت میں داخل ہوا، اور پھر وفات پا گئے، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

حضرت ابو عطیہ مذہبوح رحمہ اللہ کی جاں کنی

جب ابو عطیہ رحمہ اللہ کی موت آئی تو گھبرا گئے اور رونے لگے، لوگوں نے پوچھا:



کیا تو گھبراتا ہے؟ فرمایا: میں کیوں نہ گھبراؤں بیشک یہ وہی گھڑی ہے جس کے بعد میں نہیں جانتا کہ وہ مجھے کہاں لے جائیگی۔

## حضرت اسود بن یزید رحمہ اللہ کی جاں کنی

علقمہ بن مرثد سے روایت ہے: فرمایا اسود عبادت میں بڑی مشقت اٹھاتے اور روزہ رکھتے یہاں تک کہ وہ لاغر و نحیف ہو گئے جب ان کی موت کا وقت آیا تو رونے لگے، ان سے کہا گیا: یہ کیسی گھبراہٹ ہے؟ فرمایا: کہ میں کیوں نہ گھبراؤں؟ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر اللہ کی جانب سے مجھے مغفرت دے دی جاتی تو اپنے اعمال سے حیا دامن گیر ہو جاتی، انسان اپنے اور اپنے معمولی گناہ کے درمیان ہوتا ہے پس اللہ اس کا گناہ معاف کر دیتا ہے تو وہ اس سے حیا محسوس کرتا رہتا ہے۔

۱۔ الثبات عند الممات، ص ۲۱۶۔ ۲۔ نزہۃ الفضلاء، ص ۳۲۹۔

## حضرت عامر بن عبد قیس رحمہ اللہ کی جاں کنی

قتادہ نے کہا کہ جب عامر رحمہ اللہ کی موت کا وقت آیا تو رونے لگے، کہا گیا: کس چیز نے آپ کو رولایا؟ جواب دیا: میں موت کی گھبراہٹ سے نہیں روتا ہوں اور نہ ہی دنیا کی حرص و طمع کی وجہ سے، بلکہ میں تو روزے اور تہجد کے چھوٹنے پر روتا ہوں۔

ایک رافضی اپنی موت کے وقت عقیدہ اہل سنت کی طرف لوٹتا ہے

سلطان ابوالحسن احمد بن بویہ الملقب بمعز الدولہ جس نے عراق پر بیس سال سے زائد بادشاہت کی اور اپنے آپ کو شیعہ ظاہر کرتا رہا، جب بیمار ہوا تو توبہ کی اور صحابہ کرام کے لئے اللہ سے رضا مندی کی دعا کی، اور صدقہ و خیرات کیا، غلاموں کو آزاد کیا، شراب کو بہایا، اپنے کئے ہوئے ظلم و استبداد پر نادم ہوا اور میراثوں کو رشتہ داروں کی طرف لوٹا دیا۔

جب ان کی موت کا وقت آیا تو بعض علماء کو جمع کیا اور اپنی توبہ کا اقرار کیا، جب صحابہ کرام سے متعلق ان سے سوال کیا گیا تو انہوں نے صحابہ کرام کی فضیلت اور برتری کو بیان کیا، اور یہ بھی ذکر کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی جو حضرت فاطمہ سے تھی ان کی شادی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کی، اور رونے لگے یہاں تک کہ ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔<sup>۱</sup>

۱۔ نزہۃ الفضلاء، ص ۳۲۲۔

۲۔ سیر اعلام النبلاء (۶/۱۸۹-۱۹۰)، اللہ کرۃ فی احوال الموت والآخرة، ص ۸۰۔

## حضرت ہارون بن رباب رحمہ اللہ کی جاں کنی

جعفر بن سلیمان نے بیان کیا: میں ہارون بن رباب کی عیادت کے لئے گیا اور وہ حالت نزع میں مبتلا تھے، میں نے ان کے پاس بہت سے معزز چہروں کو پایا جو

وہاں موجود تھے، محمد بن واسع نے پوچھا آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ فرمایا: یہ تمہارا  
بھائی جہنم کی طرف لیجایا جائے گا یا اللہ اسے بخش دے گا، کہا جاتا ہے کہ وہ تراسی  
(۸۳) سال کے تھے۔ ۱

بعض حکمرانوں، امراء اور سردارانِ قوم کی جاں کنی کے مناظر

مسلمانوں کے پہلے بادشاہ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ

## کی جاں کنی

ابوعمر و بن العلاء نے کہا: جب معاویہ رضی اللہ عنہ کی جاں کنی کا وقت آیا، ان سے کہا گیا آپ وصیت کریں گے؟ تو انہوں نے کہا: اے اللہ تو لغزش کو معاف کر دے، خطا کو درگزر فرما دے اور اپنی بردباری سے اس شخص کی نادانی کو نظر انداز کر دے جو تیرے سوا کسی سے امید نہ رکھتا ہو کیونکہ تیرے علاوہ کوئی جائے پناہ نہیں، اور یہ شعر پڑھا:

هُوَ الْمَوْتُ لَا مَنَجَى مِنَ الْمَوْتِ وَالَّذِي نَحَاذِرُ بَعْدَ الْمَوْتِ أَذْهَى  
وَأَفْظَعُ

ترجمہ: وہ موت ہی ہے جس سے کسی کو راہ فرار نہیں، موت کے بعد جس چیز سے ہم ڈر رہے ہیں وہ زیادہ سنگین اور ہولناک ہے۔

معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ۶۰ھ میں وفات پائی اور وہ تہتر سال کے تھے۔ ان کی فضیلت سب کو معلوم ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ کی صحبت کا انہیں شرف حاصل ہے، رضی اللہ عنہ وارضاه۔

مدائنی سے روایت ہے کہ جب منصور کی جاں کنی کا وقت ہوا تو فرمایا: اے اللہ میں نے تیری مرضی کے خلاف دیدہ دلیری کے ساتھ بڑے بڑے گناہ کئے اور تیرے نزدیک محبوب ترین چیز کی اطاعت کی، اور وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت ہے، یہ تیرا احسان ہے نہ کہ تیرے اوپر احسان، پھر وفات پا گئے۔<sup>۱</sup>

## عبدالعزیز بن مروان کی جاں کنی

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں عبدالعزیز کی موت کے وقت ان کے پاس تھا وہ کہہ رہے تھے: کاش کہ میں کچھ نہ ہوتا، اے کاش میں اس بہتے ہوئے پانی کے مانند ہوتا، پھر فرمایا: میرا کفن لاؤ، اے دنیا تجھ پر اف ہے کہ تو طویل ہونے کے باوجود بھی بہت چھوٹی ہے اور زیادہ ہونے کے باوجود بھی کتنی کم ہے۔

حماد بن موسیٰ سے روایت ہے کہ جب عبدالعزیز کی جاں کنی کا وقت آیا تو ان کے پاس خوشخبر دینے والا آیا کہ کتنی دولت اس سال جمع ہوئی تو انہوں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ خوشخبری دینے والے نے کہا کہ یہ تین سو مد سونے کے ہیں، کہا: مجھے اس مال سے کیا سروکار، کاش کہ میں مقام نجد میں پڑی ہوئی مینگنی ہوتا۔<sup>۲</sup>

۱۔ نزہۃ الفضل، ص ۶۶۵۔ ۲۔ نزہۃ الفضل، ص ۳۷۸۔

یہی بات ہر بادشاہ اور صاحب مال کہتا ہے تو پھر کیوں نہیں اس کے خرچ کرنے

میں جلدی کرتا اور کیوں نہیں نیک کاموں میں خرچ کرنے میں سبقت کرتا قبل اس کے کہ موت اس کے اور اس کی دولت کے مابین حائل ہو جائے۔

## واثق کی جاں کنی

زرقان بن ابوداؤد نے کہا کہ جب وثاق کی جان کنی آپہنچی تو یہ اشعار بار بار پڑھنے لگے۔

الْمَوْتُ فِيهِ جَمِيعُ الْخَلْقِ مُشْتَرِكٌ لَا سَوْقَةَ مِنْهُمْ يَبْقَى وَلَا مَلِكٌ  
مَا ضَرَّ أَهْلَ قَلِيلٍ فِي تَفَرُّقِهِمْ وَلَيْسَ يُغْنِي عَنِ الْأَمْلَاقِ  
مَمْلَكُوا

ترجمہ: موت میں تمام لوگ برابر کے شامل ہیں کہ جس سے بادشاہ بچ سکے گا اور نہ کوئی فقیر۔

فقیروں کی فقری نہ انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور نہ ہی مالداروں کی دولت و ثروت نے انہیں بے نیاز کیا۔

پھر اس نے حکم دیا اور اس کا بستر سمیٹ دیا گیا اور اپنا رخسار زمین پر رکھ دیا اور کہنے لگا اے وہ ذات جس کی بادشاہت کبھی ختم نہیں ہوگی تو رحم فرما اس شخص پر جس کی بادشاہت ختم ہوگئی ہے!

## عبدالملک بن مروان کی جاں کنی

بیان کیا جاتا ہے کہ جب عبدالملک بن مروان کو موت کا احساس ہوا تو کہا کہ مجھے بلند و بالا جگہ پہ بٹھا دو، تو ایسا ہی کیا گیا پھر خوشگوار ہوا میں سانس لی اور کہا: اے دنیا تو کتنی پیاری ہے! اور اپنی طوالت کے باوجود کتنی چھوٹی ہے اور ہم تجھ سے دھوکے میں تھے اور یہ اشعار پڑھنے لگے:

إِنْ تَذَاقِشْ يَكُنْ نَقَاشُكَ يَارَبِّ عَذَاباً لَا طَوْقَ لِي بِالْعَذَابِ  
أَوْ تَجَاوِزْ فَأَنْتَ رَبُّ صَفْوَحٍ عَنْ مِيسَى ذُنُوبُهُ كَالْتُّرَابِ

اے رب اگر تو سخت حساب لے تو تیرا حساب ایسا عذاب بن جائے گا جس کی مجھے طاقت نہیں ہے۔

یا تو ایسے گنہگار کو معاف کر دے جس کا گناہ مٹی کے ڈھیر کی طرح بے تحاشے ہو تو تو بخشنے والا پروردگار ہے۔

## ہشام بن عبدالملک کی جاں کنی

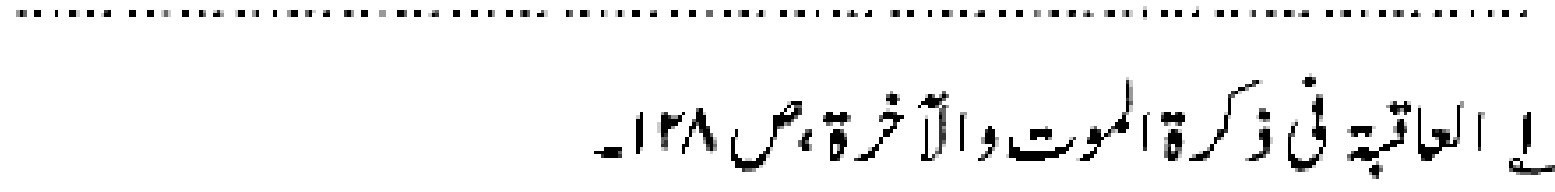
جب امیر المومنین ہشام بن عبدالملک کی موت کا وقت آیا تو اپنے ارد گرد اہل و عیال کو روتے ہوئے دیکھا، تو ان سے کہا: ہشام نے تمہیں دنیا دی اور تم نے اس



کے بدلے اسے

۱۔ وصایا العلماء، ص ۸۳۔

آہ و بکا دی، ہشام نے اپنی جمع کئی ہوئی چیزیں تمہارے لئے چھوڑ دیں اور تم لوگوں  
نے اسے اس کے عمل پر چھوڑ دیا، ہشام کا انجام کتنا اچھا ہے اور نہایت برا ہے اگر  
اللہ اسے نہ بخشے۔



بعض نافرمانوں اور گنہگاروں کی جاں کنی کے مناظر

زمین و جائیداد کے ایک تاجر کی جاں کنی

ایک قریب مرگ شخص سے کہا گیا کہ ”لا الہ الا اللہ“ کہو تو کہنے لگا کہ فلاں گھر میں یہ یہ چیزیں درست کر دو اور فلاں باغ میں یہ یہ کام کر دو۔

ابن قیم رحمہ اللہ نے ایک تاجر کا قصہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے ایک قریب مرگ رشتہ دار کے پاس تھا، لوگوں نے اسے ”لا الہ الا اللہ“ کی تلقین کی، تو وہ کہنے لگا کہ یہ پلاٹ سستا ہے، یہ عمدہ خریداری ہے، یہ ایسا ہے وہ ویسا ہے، یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

ایک شرابی کی جاں کنی

عبدالعزیز بن ابی رواد نے کہا کہ میں ایک آدمی کے پاس موت کے وقت حاضر ہوا اسے ”لا الہ الا اللہ“ کی تلقین کی جا رہی تھی اس کا آخری کلمہ یہ تھا کہ جو تم کہہ رہے ہو اس کا انکار کرنے والا ہے اور اسی پر وفات پایا، عبدالعزیز نے کہا کہ میں نے اس کے متعلق پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ شراب کا عادی تھا اس کے بعد عبدالعزیز

کہا کرتے تھے کہ گناہوں سے بچو کیونکہ اسی گناہ کی وجہ سے وہ اس کا شکار ہوا۔<sup>۲</sup>

۱۔ التذکرۃ، ۵۷۔ ۲۔ جامع العلوم والحکم، ۱/۱۳۳۔

## ایک ظالم و جابر کی جاں کنی

حکیم غنسی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے دادا نے کہا کہ میں حجاج بن یوسف کی جاں کنی کے وقت حاضر ہوا جب نزع کی کیفیت ان پر طاری ہوئی تو کہنے لگے کہ اے سعید! ہم دونوں کا کیا حال ہوگا؟۔<sup>۱</sup>

حجاج بن یوسف قتل و خونریزی اور ظلم و زیادتی بہت کرتا تھا، شریفوں اور نیکوں کے علاوہ ایک بڑی تعداد میں لوگوں کو قتل کیا اور جن لوگوں کو حجاج نے قتل کیا تھا ان میں جلیل القدر تابعی سعید بن جبیر رحمہ اللہ بھی تھے۔

## جاں کنی میں مبتلا ہوا تو چہرے پر تھپڑ رسید کیا

ایک شخص کے بارے میں یہ سنا گیا ہے کہ اپنی جاں کنی کے وقت اپنے چہرے پر تھپڑ مارنے لگا اور کہنے لگا: (يَا حَسْرَتَا عَلَيَّ مَا فَرَطْتُ فِي جَنْبِ اللَّهِ) ہائے افسوس! اس بات پر کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حق میں کوتاہی کی۔<sup>۲</sup>

۱۔ وصایا العلماء: ص ۹۶۔

۲۔ لطائف المعارف، ص ۵۷۵۔

## ایک دنیا دار کی جاں کنی

ایک شخص سے کہا گیا کہ ”لا الہ الا اللہ“ کہو، تو کہنے لگا پیلی گائے، کیونکہ اس کی محبت اس پر غالب تھی، اللہ تعالیٰ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں عافیت میں رکھے اور کلمہ توحید پر خاتمہ فرمائے۔ ۱۔

## جاں کنی کے وقت قصور وار لوگوں کی وصیتیں

ایک شخص نے اپنی جاں کنی کے وقت کہا: ”دنیا نے میرا مذاق اڑایا یہاں تک کہ میرا وقت پورا ہو گیا۔“

ایک اور شخص نے اپنی موت کے وقت کہا: ”دیکھنا دنیوی زندگی سے فریب نہ کھانا جس طرح سے میں نے فریب کھایا۔“ ۲۔

ایک شخص سے اس کی موت کے وقت کہا گیا ”لا الہ الا اللہ“ پڑھو، اس نے کہا، ہائے، نہیں پڑھ سکتا۔

## ایک شرابی کے ہم نشین کی جاں کنی

ایک شخص شرابیوں کے ساتھ بیٹھتا تھا، جب اس کی جاں کنی کا وقت آ پہنچا تو ایک شخص نے کلمہ شہادت کی یاد دہانی کے لئے اس کے پاس آیا تو اس نے جواب دیا: شراب پیو اور مجھے بھی پلاؤ! پھر وہ مر گیا۔

## ایک شطرنج کھیلنے والے کی جاں کنی

ایک ایسے شخص کی جاں کنی کا وقت آیا جو شطرنج کھیلتا تھا، اس سے کہا گیا، کہو ”لا الہ الا اللہ“ تو اس نے کہا: شاہک، پھر مر گیا، اس کی زبان پر وہی چیز غالب رہی جس کا کھیل کوہ کی زندگی عادی تھی، چنانچہ اس نے کلمہ توحید کے بدلے میں شاہک کہا۔

## ایک گانا سننے والے کی جاں کنی

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص کی جاں کنی کا وقت آیا، اس سے

کہا گیا کہ ”لا الہ الا اللہ“ پڑھو تو گانا گانے لگا، اور کہنے لگا تن تن تن ..... یہاں تک کہ مر گیا۔ ۱

\*\*\*\*\*

۱۔ الکبائر، ص ۵۱۔

۲۔ الجواف الکافی، ۹۷۔

## ایک نمازی کی جاں کنی

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ جاں کنی میں مبتلا ایک شخص سے کہا گیا کہ ”لا الہ الا اللہ“ پڑھو تو اس نے کہا: میرا اس سے کیا ہوگا اور مجھے معلوم ہے کہ میں نے اللہ کے لئے کبھی کوئی نماز نہیں پڑھی ہے، اور اس نے کلمہ نہیں پڑھا۔ ۱





## خاتمہ

۱- خاتمہ بالشر کی علامتیں اور اس کے اسباب

۲- خاتمہ بالخیر کی علامتیں اور اس کے اسباب

بہتر ہے کہ ہم اس بحث کو ایسے دو مسئلوں پر ختم کریں جن پر پوری کتاب کا انحصار ہے۔

پہلا مسئلہ: سوء خاتمہ کے اسباب اور اس کی علامتیں

سوء خاتمہ کے چند اسباب ہیں جن سے مسلمانوں کو باز رہنا اور بچنا ضروری ہے سب سے بڑی وجہ اور علامت باطل اعتقاد ہے، پس جس شخص کا عقیدہ خراب ہوگا اس پر اس کا اثر ظاہر ہوگا، اس وقت اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی طرف سے ثابت قدمی کا سب سے زیادہ ضرورت مند ہوگا۔

اسی طرح دنیا میں دلچسپی لینا اور اس سے محبت کرنا، استقامت سے بیزاری اور بھلائی اور ہدایت سے اعراض کرنا، گناہوں پر اصرار اور اس میں دلچسپی لینا یہ سب

سو خاتمہ کے اسباب میں سے ہیں، کیونکہ جب انسان اپنی پوری زندگی کسی چیز سے الفت، لگاؤ اور تعلق جوڑے رکھتا ہے تو اس کی یاد اسے موت کے وقت بھی آتی ہے اور زیادہ تر جاں کنی کے وقت اس کا ذکر بار بار کرتا رہتا ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا:

مراد یہ ہے کہ خطائیں، نافرمانیاں اور خواہشات نفس اپنے مرتکبین کو موت کے وقت دھوکہ دے دیں گے اور شیطان بھی دھوکا دے دیگا پس ایمان کی کمزوری کے ساتھ ساتھ دوسرے دھوکے کا شکار ہوگا، پھر اس کا خاتمہ بالشّر ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا﴾ (الفرقان: ۲۹)

ترجمہ: اور شیطان تو انسان کو (وقت پر) دغا دینے والا ہے۔

جس شخص کا ظاہر درست ہو باطن اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو اور اپنی گفتار و کردار میں سچا ہو تو اس کا خاتمہ بالشّر نہیں ہوگا کیونکہ ایسا کوئی واقعہ نہیں سنا گیا (اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچائے)۔

جس شخص کا باطن عقیدہ کے اعتبار سے اور اس کا ظاہر عمل کے اعتبار سے فاسد ہو تو اس کا خاتمہ بالشّر ہوگا اور جو شخص گناہ کبیرہ اور جرائم کا ارتکاب دیدہ دلیری سے کرتا ہو تو اس کا بھی خاتمہ بالشّر ہوگا، ان گناہوں کا اس پر بسا اوقات اتنا غلبہ رہتا ہے کہ توبہ سے پہلے اس کی موت آ جاتی ہے۔ ۱۔

قریب مرگ شخص سے کبھی ایسی کیفیت ظاہر ہوتی ہے جو اس کے خاتمہ بالشّر پر

دلالت کرتی ہے، جیسے شہادتین پڑھنے سے انکار اور اس سے اعراض کرنا اور سیئات و محرمات کا بیان کرنا اور اس سے تعلق کا اظہار کرنا نیز ایسے ہی بہت سے اقوال و افعال جو اللہ کے دین سے اعراض کرنے اور موت کی ناپسندیدگی پر دلالت کرتے ہیں۔

دوسرا مسئلہ: خاتمہ بالخیر کے اسباب اور اس کی علامتیں  
حسن خاتمہ کے اسباب میں سے ایک اہم ترین سبب یہ ہے کہ انسان اطاعت و پرہیز

۱۔ البدایۃ والنہایۃ (۱۶۳/۹)، العاقبۃ، ص ۱۸، التذکرۃ، ص ۲۲۔

گاری کو لازم پکڑے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزوں سے دور رکھے، جو گناہ اور معاصی اس سے سرزد ہوئے ہیں ان سے توبہ کرنے میں جلدی کرے۔  
حسن خاتمہ کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے بار بار گریہ و زاری کرے کہ اس کی وفات ایمان و تقویٰ پر ہو۔

حسن خاتمہ کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان اپنی جدوجہد اور اپنی طاقت کو ظاہری اور باطنی اصلاح کے لئے صرف کرے، اور اس کی نیت اور اس کا ہدف اس کو پانے کے لئے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ طریقہ اور اصول ہے کہ حق کے طلبگار اور بھلائی چاہنے والے کو توفیق دیتا ہے اور اس کو اس پر ثبات قدمی عطا فرماتا ہے، اسی پر اس کا خاتمہ ہوتا ہے۔

حسنِ خاتمہ کی بہت سی علامتیں ہیں ان میں سے چند یہ ہیں نہ

۱- موت کے وقت کلمہ شہادت کی ادائیگی۔

۲- موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آنا۔

۳- جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن موت آنا۔

۴- میدانِ جنگ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت پانا۔

۵- اللہ تعالیٰ کے راستے میں غزوہ کے اندر موت آنا۔

۱۔ ملاحظہ فرمائیں ”احکام الجنائز“ ص ۴۸، ۴۹ نیز دیکھئے: ”الذکرۃ فی الاستعداد لیوم الآخرۃ“

ص ۲۳-۲۷)۔

۶- طاعون کی بیماری میں موت آنا۔

۷- پیٹ کی بیماری میں موت کا آنا۔

۸- ڈوب کر مرنا۔

۹- کسی چیز سے دب کر مرنا۔

۱۰- عورت کا زچگی کی حالت میں مرنا۔

۱۱- عورت کا حمل کی حالت میں مرنا۔

۱۲- ذاتِ الجنب میں مرنا۔

۱۳- پھیپھڑے کی بیماری میں مرنا۔

۱۴۔ مال کی حفاظت میں موت کا آنا۔

۱۵۔ دین کی حفاظت میں موت کا آنا۔

۱۶۔ نفس کے دفاع میں موت کا آنا۔

۱۷۔ اہل و عیال کو بچانے میں موت کا آنا۔

۱۸۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دینے کی حالت میں موت کا آنا۔

۱۹۔ نیک عمل کی حالت میں موت کا آنا۔

۲۰۔ سچے مسلمانوں کی جماعت میں سے کم سے کم دو شخص کا میت کو خیر کے ساتھ یاد کرنا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو شخص اپنی زندگی میں اللہ کے ذکر اور اس کی محبت میں منہمک رہتا ہے تو روح کے نکلنے کے وقت بھی وہ اس حالت کو پالیتا ہے اور جس کی پوری زندگی اور توانائی اس کے برعکس گزری ہے تو موت کے وقت اللہ سے اس کا انہماک اور اس کے دل کا اللہ سے لگاؤ بڑا مشکل ہوتا ہے الا یہ کہ اللہ کی خاص مہربانی اسے حاصل ہو جائے۔

لہذا عقلمند کو چاہئے کہ وہ جہاں بھی رہے حسنِ خاتمہ کے لئے اپنے دل و زبان کو اللہ کی یاد سے وابستہ رکھے اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری پر گامزن رہے کیونکہ خاتمہ بالشر ہمیشہ کی بدبختی ہوگی۔

جاں کنی کے مناظر اور اس سے وابستہ جن اہم امور کی طرف توجہ مبذول کرانی تھی یہ ان کا اختتام ہے ہمیں امید ہے کہ اس میں یاد دہانی اور نصیحت ہوگی، جو بھی اس

کام میں بہتری ہے وہ اللہ وحدہ لا شریک کا فضل ہے اور اگر کوئی کمی اور نقص ہے تو وہ ہماری کوتاہی اور شیطان کی دین ہے، ہم اللہ تعالیٰ سے اپنی خطا اور لغزشوں کی مغفرت چاہتے ہیں۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ  
وَنَتُوبُ إِلَيْكَ

# اہم مصا ورومراجع

۱- احکام الجنائز، تالیف محمد ناصر الدین البانی، طبع اول مکتبہ المعارف

الریاض ۱۴۱۲ھ

۲- احوال الناس بعد الموت، تالیف خالد بن عبد الرحمن الشالیع، طبع اول دار الوطن،

٣- احياء علوم الدين، تاليف ابو حامد الغزالي -

٤- تاريخ دمشق (تراجم النساء) تاليف ابو القاسم علي بن حسن المعروف ابن عساكر،  
تحقيق: سكينه شهباني -

٥- التذكرة في احوال الموتى والآخرة، تاليف قرطبي، طبع دار الكتاب العربي -

٦- التذكرة في الاستعداد ليوم الآخرة، تاليف علي صالح هزاع، طبع ثالث، مكتبة المنار،  
كويت ١٣١٠هـ -

٧- تفسير القرآن العظيم، تاليف ابو الفداء اسماعيل بن كثير دمشقي، طبع دار الدعوة، تركيا  
١٣٠٦هـ -

٨- تهذيب احياء علوم الدين للغزالي، تاليف عبد السلام هارون، طبع اول، مؤسسة  
الكتب الثقافية، بيروت ١٣٠٩هـ -

٩- الثبات عند الهمات، تاليف ابو الفرج جمال الدين عبد الرحمن بن علي بن  
الجوزي، طبع اول، مؤسسة الكتب الثقافية، بيروت ١٣٠٦هـ - تحقيق عبد الله اللبشي -

١٠- جامع العلوم والحكم، تاليف ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد الحنبلي، المعروف ابن  
رجب، طبع اول، مؤسسة الرسالة، بيروت ١٣١١هـ - تحقيق: شعيب ارنؤوط  
وابراهيم باجس -

١١- الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي، تاليف: ابو عبد الله محمد بن ابي بكر  
الزرعي المعروف بابن القيم، طبع اول، دار الندوة بيروت -



١٢- سير اعلام النبلاء، تاليف، ابو عبد الله محمد بن احمد بن قايماز الذبي، طبع مؤسسة الرسالة، بيروت، تحقيق: شعيب ارنؤوط وغيره.

١٣- صحيح البخاري، تاليف: محمد بن اسماعيل البخاري، متن فتح الباري.

١٤- صحيح مسلم، تاليف: مسلم بن الحجاج القشيري، طبع المكتبة الاسلامية تركيا، تحقيق: محمد فواد عبد الباقي.

١٥- العاقبة في ذكر الموت والآخرة، تاليف: ابو محمد عبد الحق اشبيلي، طبع ثالث، مكتبة البحري كويت، ١٤١٠هـ، تحقيق خضر محمد خضر.

١٦- فتح الباري شرح صحيح البخاري، تاليف: ابن حجر العسقلاني، طبع اول مكتبة سلفيه مصر.

١٧- الطائفة المعارف، تاليف: ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد الحسبي المعروف ابن رجب طبع اول، دار ابن كثير، دمشق بيروت، ١٤١٣هـ، تحقيق: ياسين محمد السواس.

١٨- مشاهد الموت واهوال البرزخ والقبور، تاليف: عبد الله التميمي، طبع دار ابن حزم، بيروت.

١٩- نزهة الفضلاء تهذيب سير اعلام النبلاء، تاليف: محمد حسن عقيل موسى، طبع دار اندلس، جدة ١٤١١هـ.

٢٠- وصايا العلماء عند الموت، تاليف: ابو سليمان محمد بن عبد الله بن زبير ربي، طبع ثالث، دار ابن كثير، دمشق، بيروت ١٤٠٩هـ، تحقيق: صلاح النخعي، مراجعة: عبد القادر

